نیاز نامہ

لکھنؤ

م لي

نیاز نامہ

یعنی ایک خط عام بنام برادران اہل اسلام

جسکو مولوی صفدر علی انسپکٹر مدارس ضلع جبلپور متوطن اکبرآباد و رئیس دھولپور نے

بجواب خطوط اپنے احباب و آشنایان ممالک مغربی و شمالی

و اودھ و پنجاب و ممالک متوسطہ کے لکھا

نارتھ انڈیا ٹراکٹ سوسائٹی کی امداد سے

لکھنؤ

میتھوڈسٹ پبلشنگ ہوس میں زیر اہتمام پادری تھوبرن صاحب چھپا

سنہ ۱۸۹۸ع

طبع رابع

۱۰۰۰ جلد

نیازنامہ

یعنی ایک خط عام بنام برادرانِ اہلِ اسلام

جسکو مولوی صفدر علی انسپکٹر مدارس ضلع جبلپور متوطن اکبرآباد و رئیس دھولپور نے

بجواب خطوط اپنے احباب و آشنایانِ ممالک مغربی و شمالی

و اودھ و پنجاب و ممالک متوسطہ کے لکھا

نارتھ انڈیا ٹراکٹ سوسایٹی کی امداد سے

لکھنؤ

میتھوڈسٹ پبلشنگ ہوس مین پادری ڈی ال تھوبرن صاحب کے اہتمام سے چھپا

سنہ ۱۸۹۸ عیسوی

طبع ثالث ۱۰۰۰ جلد

نمبر	خلاصہ مضمون خط	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر
١	دیباچہ	١	٦
٢	قرآن و حدیث کتابِ مقدس کو کلام اللہ بتلاتے ہین اور اُسکی صداقت کی کامل شہادت دیتے ہین مگر اوسی کے مطالب و مقاصد کے برخلاف سکھاتے ہین لہذا کامل یقین ہی کہ قرآن کلام اللہ نہین اور نہ حدیث بالہام اللہ	٦	٧
٣	کتابِ مقدس کے مطالب و مقاصد وغیرہ جنکے برخلاف قرآن و حدیث سکھاتے ہین جن سے دریافت ہوتا ہی کہ اگر بموجب تصدیق قرآن اور حدیث کے کتاب موصوف کلام خدا ہی تو قرآن و حدیث خدا کیطرف سے نہین ہوسکتی ہی	٧	٦٥
٤	قرآن و حدیث کی مخالفت حقیقی اور معنوی ہی کسی تاویل اور تفسیر سے رفع نہین ہوسکتی ہی	٦٥	٦٨
٥	اکثر اہل اسلام دعوی کرتے ہین کہ کتاب مقدس محرف اور منسوخ ہی اسیواسطے قرآن و حدیث اُسکے مخالف ہی . . .	٦٨	٧٠

باب	خلاصۂ مضمون خط	از صفحہ	تا صفحہ
	تحقیقات دعوی تحریف		
۶	تحریف کے معنی	۷۱	۷۲
۷	علماے محمدی جب کتاب مقدس کی تحریف ثابت نہ کر سکے تو تحریف ہی کے معنی بدل ڈالے اور اون باتون کو تحریف بتلایا جنسے کوئی کتاب محرّف نہین ہوتی ہی	۷۲	۷۳
۸	اختلاف تفاسیر وتاویلات سے کوئی کتاب محرّف نہین ہوجاتی ہے مثال اوسکی قرآن سے	۷۳	۷۵
۹	سب ترجمون کا متحد اللفظ ومتفق المعنی ہونا ممکن نہین ہی اور یہ کہ ترجمون کے اختلاف سے اصل کتاب محرّف نہین ہوتی ہی مثال اُسکی قرآن کے مختلف ترجموں سے	۷۵	۷۸
۱۰	اختلافِ قرآت سے جو کاتبون کی سہو ونسیان سے ہوتے ہین کوئی کتاب محرّف نہین شمار کی جاتی ہی مثال اسکی قرآن کے اختلافِ قرأت سے جو کتابِ مقدس کی بہ نسبت بدرجہا بڑے ہین	۷۸	۱۰۰

باب	خلاصه مضمون خط	صفحه سے	صفحه تک
۱۱	صحاح سته کے اختلافاتِ قرأت کا جو کثرت سے ہین اور اہل اسلام اونکو معتبر جانتے اور متواتر کہتے ہین حالانکه اگر انکو تحریف کہین تو بجا ہی اور کتاب مقدس کے اختلافات قرأت کو جو بدرجہا اُنسے کم ہین تحریف تبلاتے ہین	۱۰۰	۱۰۲
۱۲	اگر ثابت ہوتا که کتاب مقدس مین یه صحیفے نه تھے یا یه مطالب نتھے تو تحریف ثابت ہوتی مگر ان جزئی اور خفیف باتون سے تحریف نہین ثابت ہو سکتی ہی	۱۰۲	۱۰۴
۱۳	دعوی تحریف کے امور تنقیح طلب	۱۰۴	۱۰۵
	قرآن وحدیث کی گواہی کتاب مقدس کے باب مین		
۱۴	(۱) کتابِ مقدس کلام الله ہی اور راه خدا تبلاتی ہی کامل اور فضائل وکمالات مین جامع ہی	۱۰۵	۱۰۷
۱۵	(۲) مسلمانوں کو ساری کتاب پر ایمان لانا اور اہل کتاب کو اُسپر عمل کرنا فرض ہی بلکه خود محمد کو اُسپر ایمان لانا اور اوسکی ہدایتون کی پیروی کرنا واجب ہے —	۱۰۷	۱۱۲

نمبر	خلاصۂ مضمون خط	از صفحہ	تا صفحہ
۱۶	(۳) کتاب مقدس محمد کے زمانہ مین موجود اور مروج اور مشہور تھی نہ صرف مکے اور مدینے مین بلکہ دوسرے ملکون اور شہرون مین بھی بکثرت تمام	۱۱۲	۱۱۷
۱۷	(۴) قرآن مین ایک جگہ بھی کتاب مقدس کو محرّف نہین کہا بلکہ پوری گواہی دی ہو کہ وہ صحیح و اصلی ہو ہان چند آیتون مین مدینے کے یہودیون کو الزام دیا ہو کہ وہ نادانی یا شرارت سے اصل مدعا چھپاتے ہین یا غلط مطلب بتاتے ہین وغیرہ جنسے کتاب کی تحریف کا دعوی نہین نکل سکتا ہے	۱۱۷	۱۲۸
۱۸	(۵) وہ آیات جنسے یقین ہوتا ہو کہ قرآن اپنے وقت کی مروج کتاب مقدس کو بلاتحریف و تبدیل اصلی اور صحیح تبلاتا ہو بلکہ ہمیشہ ایسی ہی رہیگی	۱۲۸	۱۳۸
۱۹	(۶) احادیث وتفاسیر سے کتاب مقدس کی اصلیت وصحت کی گواہی	۱۳۸	۱۴۵
۲۰	حال کے علماے محمدی کے تعصبات و اعتراضات کے جواب	۱۴۵	۱۸۷

باب	خلاصہ مضمون خط	از صفحہ	تا صفحہ
	کتاب مقدس کی صحت و اصلیت کے ثبوت		
۲۱	عہد عتیق کی	۱۸۷	۱۹۳
۲۲	عہد جدید کے	۱۹۳	۲۰۷
۲۳	قرآن و حدیث کی گواہی اور ان ثبوتوں کا نتیجہ	۲۰۸	۲۰۹
۲۴	اہل کتاب کو تحریف کرنے کی کوئی غرض نہ تھی۔ اور نہ ممکن تھا کہ کوئی تحریف کر سکے	۲۰۹	۲۱۵
۲۵	نتیجہ اس تمام تحقیقات کا یہ ہے کہ دعویٰ تحریف سب طرح غلط ہے	۲۱۵	۲۱۸
	تحقیقات دعویٰ نسخ		
۲۶	اس دعوے اور عذر سے بھی جو مخالفت قرآن و حدیث کے مضامین کو کتاب مقدس کے ساتھ ہے رفع نہیں ہو سکتی ہے	۲۱۹	۲۲۱
۲۷	نسخ کے معنی	۲۲۲	۲۲۲

نمبر	خلاصہ مضمون خط	صفحہ سے	صفحہ تک
۲۸	کتاب مقدس کو منسوخ جاننا اور ماننا قرآن کے خلاف ہی	۲۲۳	۲۲۵
۲۹	حدیث مین بھی کہین نہین کہا کہ وہ منسوخ ہی	۲۲۵	۲۲۷
۳۰	اجماع سے کتاب اللہ منسوخ نہین ہو سکتی ہی	۲۲۷	۲۲۸
۳۱	اصول و قواعد نسخ کے بموجب کتاب مقدس کا منسوخ ہونا خلاف ہی	۲۲۸	۲۳۴
۳۲	قرآن اپنے اُترنے کا کیا سبب بتلاتا ہے	۲۳۵	۲۳۶
۳۳	انجیل سے توریت منسوخ نہیں ہوئی اور نہ توریت کے کل شرائع و احکام اور نہ بعض رد و باطل ہوئے بلکہ اون کی تشریح و تفصیل اور تکمیل انجیل سے ہوئی ہی اور شریعت محمدیہ سے شرائع و احکام سابق کی تشریح و تفصیل نہین ہو سکتی ہی بلکہ اون کو باطل اور رد کرتی ہے تو اس سے صاف دلیل ہی کہ شریعت محمدیہ خدا کی طرف سے نہین . .	۲۳۶	۲۷۷
۳۴	کتاب مقدس کی گواہی کہ انجیل منسوخ نہوگی	۲۷۷	۲۸۰
۳۵	خاتمہ	۲۸۰	۲۸۲

نیاز نامہ

یعنی ایک خط عام بنام برادرانِ اہل اسلام

جسکو مولوی صفدر علی انسپکٹر مدارس ضلع جبلپور متوطن اکبرآباد و رئیس دھولپور نے

بجواب خطوط اپنے احباب و آشنایانِ ممالک مغربی و شمالی

و اودھ و پنجاب و ممالک متوسط کے لکھا

نارتھ انڈیا ٹراکٹ سوسایٹی کی امداد سے

لکھنؤ

میتھوڈسٹ پبلشنگ ہوس مین پادری ڈی ال تھوبرن صاحب کے اہتمام سے چھپا

سنہ ۱۸۹۸ عیسوی

طبع ثالث ۱۰۰۰ جلد

مانگو تو تمہین دیا جایگا - ڈھونڈھو تو تم پاؤ گے - کھٹکھٹاؤ تو تمھارے لیئے کھولا جایگا

کیونکہ جو مانگتا ہی لیتا ہی - اور جو ڈھونڈھتا ہی پاتا ہی - اور جو کھٹکھٹاتا ہی اوسکے واسطے کھولا جایگا (وعدۂ یقینی خداوند یسوع مسیح -

بخدمت جناب مخدومان و مکرمان جملہ برادرانِ اہلِ اسلام دام عنایتہم

احقر العباد فی البلاد نیاز مند خفی و جلی صفدر علی بعد سلام اشتیاق التیام عرض پرداز ہے کہ ایک عرصہ سے اکثر احباب و آشنایانِ قریب و بعید حالِ تبدیل مذہب فیر خواہ استفسار کرتے اور اون دلائل یقینیہ کو طلب فرماتے ہین جنسے احقر کو ثبوت کامل پہونچا کہ فی الواقع دینِ محمدی من جانب اللہ نہین اور نہ محمد رسول اللہ - بلکہ صرف مذہب مسیحی حق اور خدا کی طرف سے ہی اور محض ایمان خداوند یسوع مسیح پر جملہ

بنی آدم کی نجات منحصر ہی اور فقط وہی شافع المذنبین ہے اور بس ؛ ہر چند احقر سے بباعث قلتِ فرصت و شدت علالت اس امر واجب العرض کے اظہار مین خیلے توقف ہوا مگر عالم مجبوری تھا اُمیدکہ بسبب عنایت فرما معذور فرمائین ؛

اب یہ خیر خواہ اپنے تمام دوستون اور عنایت فرماؤن کی خدمت مین بہت بہت سلام عرض کرتا اور مشکور اور ممنونِ نوازش فرمائی ہوکر عرض پرداز ہی کہ ای عزیز بہایئو الدنیا و ما فیہا ہمہ گذشتنی و گذاشتنی ہی آخر خدا ہی کو منہ دکھانا ہے اور ہر شخص کو اپنی نسبت بجناب الٰہی جواب دینا ہی لہذا ہر فرد بشر پر فرض ہی کہ اپنے خالق و رازق و مالک کی مرضی پہچانے اور اوسکے فرمودہ کو بدل و جان بجا لاوے کیونکہ جو شخص اوسکی مرضی بخوبی دریافت نہ کریگا یا جان بوجھ کر اوسکے ارشاد کی بجا آوری مین کاہلی و سستی یا نافرمانی و سرتابی کریگا وہ بیشک اوس دائمی عذاب و عقوبت و قہر الٰہی مین گرفتار ہوگا جہان سے خلاصی پانے کی پھر مطلق اُمید نہیں اور کوئی دُکھ اور مصیبت اوسکے برابر نہیں ۔ مگر جو اوسکی مرضی دریافت کرکے اوسکے حکم کو بجا لائیگا وہی بلاریب خوشحالی غیر فانی مین ابداً آباد خرسند و ارجمند اور مقبول درگاہ الٰہی ہوگا ؛

بنا بر علیہ تمام انسانون پر فرض مین ہی کہ ایک ساعت فرو گذاشت نکرین اور ایک لمحہ غافل نہون ۔ تعصب و طرفداری و حجت و کج بحثی دور کرکے صاف دلی و انصاف قلبی و پاک مزاجی سے بجہ دل و جاں متوجہ ہوکر تلاش و تحقیقات

کرین اور خداے مجیب الدعوات سے شبانہ روز بالحاح وزاری بکمال عجز وخاکساری دعاے ہدایت راہ راست کرین کہ جو مذہب اوسکا دیا ہوا ہی اور جو کتاب اوسکی جانب سے ہی اور جو راہ نجات آدم زاد کی اوسنے مقرر کی ہی اپنے فضل وکرم سے ظاہر کردیوے۔ (کیونکہ جو ایسا نہین کرتا ہی اوسپر سچا دین اور خدا کی کتاب اور راہ حق کا ظاہر ہونا نہایت دشوار ہی)؛

پھر جو مذہب من جانب اللہ متیقن ہو اور جو کتاب کلام اللہ ثابت ہو اور جو راہ خدا کی فی الحقیقت معلوم ہو اوسکے قبول کرنے میں دیر نہ کرین بلکہ بطوع خاطر ورغبت دل مطیع ومنقاد ہووین۔

خداے ارحم الراحمین میرے سب مسلمان بھائیوں کو ایسی ہی توفیق دے آمین

مگر اہل اسلام کو مذاہب بت پرستوں کی تحقیقات کی حاجت نہیں۔ اسواسطے کہ اونکے قصص مذہبی اور طریق عبادت ہی شہادت کامل دیتے ہیں کہ وہ مذہب من جانب اللہ نہیں۔ خدا کی ذات وصفات اور اوسکے ارادہ کی نسبت ایسے نامناسب خیالات وتوہمات بیان کیئے کہ آدمی کو بت پرستی وناپاکی کی راہ دکھاتے اور ہلاکت ابدی کی جانب لیجاتے ہین۔ لہذا کسی مسلمان کو اونکی تحقیقات ضرور نہیں ہے؛

البتہ نہایت ضرور یہ ہی کہ کماینبغی تحقیقات کریں کہ آیا قرآن وحدیث جسکو اہل اسلام من جانب اللہ مانتے ہیں فی الواقع خدا کی طرف سے ہیں یا کتاب

مقدس یعنی مجموعۂ توریت و انجیل و صحفِ انبیاے کرام جو مسیحیوں میں مروج ھی اور جسکو وہ من جانب اللہ مانتے ہین فی الحقیقت خدا کی طرف سے ھی۔ پھر جو حق ٹھہرے اوسے قبول کرنا واجب ھی؛

اب یہ آپ کا خیرخواہ جو محض آپکی بہبود آخرت کا بدل خواہاں ھی باقتضاے محبت و اخوت یہ عریضہ لکھتا ھی اور آیندہ بھی خدا ے تعالی کی مدد سے ارادۂ تحریر رکھتا ہے۔ قبل از شروع مطلب چار امر عرض کرتا ھی؛

اول یہ کہ سابق ازین ارادہ تھا کہ اکثر دلائل ایک ہی خط میں لکھے۔ مگر اسمین چند قباحتیں تھیں اگر اختصار کیا جاتا مفید مطلب کم ہوتا اور اگر بقدر واجب لکھتا اسکو ایک عرصہ درکار ھی دیر پر دیر ہوتی اور پڑھنے والوں کو بھی ملالت ہوتی اسکے سوا خلطِ مبحث ایک کا دوسرے سے ہوتا۔ لہذا اس نیاز نامہ میں اول ایک ہی امر اہم پیش کرتا ہوں کچھ تفصیل دیکر تاکہ جب یہ امر طے ہو جاوے پھر دوسرا امر شروع ہو۔

دوم اگر کوئی صاحب جواب تحریر فرمائیں یا کوئی امر دریافت کریں تو کوی بات خارج از مبحث ذکر نہ کرین بلکہ ابھی خاص اسی امر میں گفتگو کریں جب یہ طے ہو چکے اوسوقت دوسرے امر کا موقع و محل ہوگا؛

سوم یہ کہ یہ عریضہ محض بنظر خیرخواہی و خیراندیشی آپ صاحبون کے لکھتا ہون پس جو امر اسمین مذکور ہین یا آیندہ گذارش کیئے جاوینگے صرف بغرض اظہار

حال واقعی مذکور ہین اور ہونگے۔ کوئی صاحب گران نہ سمجھین اور ناخوش نہون کہ حقیر کی نیت ہرگز آپ صاحبوں کی رنجیدہی نہیں ہی۔ مطلق محمول بہ تشنیع وطعن نہون بلکہ صرف بیانِ نفس الامر ہو۔ اور حتی الوسع جملہ گزارش بپاسِ آداب تحریر ہونگی۔

چہارم یہ کہ پہلے مین اون براہین کو پیش کرنا شروع کرتا ہون جنسے ظاہر و ہویدا ہی کہ قرآن وحدیث مِن جانب اللہ نہین ہین اسواسطے مذہب محمدی حق نہین ہے۔ جب یہ بات طے ہو چکے گی اوس وقت تذکرۂ قرآن وحدیث نہ آویگا بلکہ صرف وہ دلائل عرض کیجاوینگی جنسے ثابت وتحقق ہے کہ مذہب مسیحی بلاریب مِن جانب اللہ ہی؛

آمدم بر سرِ مطلب

واضح ہو کہ منجملہ اون براہین کے جنسے یقین کامل ہوتا ہی کہ قرآن وحدیث محمدیہ خدا کی طرف سے نہین ہین ایک یہہ ہی کہ (باوجودیکہ قرآن واحادیث مین کتاب مقدس یعنی مجموعۂ توریت وانجیل وصحفِ انبیاے کرام کو سچا اور کلام اللہ بتلایا ہے اور جابجا اوسکی اِس درجہ تصدیق کی ہی اور اِس رتبہ اوسکے فضل وکمال و ہدایت وتعلیم وتکمیل کی تعریف وتوصیف مرقوم کی ہے جس سے زیادہ خیال مین

قرآن وحدیث کتاب مقدس کی ... صداقت کی شہادت دیتے ہین

نہیں آسکتی ہے۔ مگر باانیہمہ پھر وہی قرآن و احادیث اوسی کتاب کے مخالف و مبائن و معارض ہین نہ صرف فروع اور بالائی امور نہین بلکہ خاص مطالب و عمدہ مقاصد اصولِ ایمانیہ و ارکانِ دین مین بھی بکثرت تمام۔ ناممکن ہے کہ قرآن و حدیث مِن جانب اللہ ہون؛

کچھہ حاجت نہیں کہ مین اُن آیاتِ قرآنی کو اس جگہہ نقل کرون جنمین صاف صاف اقرار کیا ہے اور علانیہ شہادت دی ہے کہ کتابِ مقدّس تمام و کمال کلام اللہ ہے اور وہ ہدایت و رہنمائی راہِ خدا مین کامل اور پوری ہے۔ کیونکہ اہل اسلام کا ہر فرقہ اسکا مقر ہے اور سب مسلمان جانتے اور مانتے ہین؛

پس جبکہ بموجب تصدیق قرآن کے کتاب مقدّس کلام اللہ ہے اور فرض کرو قرآن و حدیث بھی منجانب اللہ ہین تو اس حالت مین نہایت ضرور و لابد تھا کہ قرآن و حدیث کتابِ مقدّس کے ساتھہ موافق و مطابق ہوتے۔ مگر موافق کہان وہ دونون تو اصولِ ایمانیہ و ارکانِ دین و تعلیمات و ہدایات و قصص و اخبار سب مین کتاب موصوف کی مخالف و مبائن و معارض و مناقض ہین بشدت و کثرتِ تمام۔ اور ظاہر ہے کہ خدائے تعالے عالم الغیب و غیر متغیر و صادق ہے۔ لہذا بخوبی تمام ظاہر بلکہ اظہر ہے کہ بلا شبہہ قرآن و حدیث منجانب اللہ نہین ہوسکتے ہین۔

بعض احباب نے دریافت فرمایا ہے کہ قرآن و حدیث کس کس امر مین مخالف و مبائن کتاب مقدّس کے ہین؛

ہر چند اس بیان کو ایک ہزار رسالہ درکار ہی اور جو شخص قرآن وحدیث کا کتاب مقدس کے ساتھ مقابلہ کرے وہ فی الفور یقین کریگا کہ بلاشبہہ اگر کتاب مقدس خداے حی القیوم کا کلام ہی تو بلاریب قرآن وحدیث اوسکی طرف سے نہین ہو سکتے ہین ادنی گنجایش تاویلات بعیدہ کی بھی نہین ہی جسکے ذریعہ سے اون مین موافقت ومطابقت متصور ہو؛

لیکن تاہم حسب فرمایش اون احباب کے بقدر ضرورت چند مخالفت عرض کیجاتی ہین - ناظرین نیازنامہ ہذا کی خدمت مین التماس ہی کہ ان بیانات کو بغور ملاحظہ فرماکر انصاف کرین؛

پہلا اختلاف - کتاب مقدس مین توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کی تعلیم صاف صاف پائی جاتی ہی - یعنی اگرچہ یہ بات بلاشبہہ مذکور ہے کہ خدا واحد ہی تاہم اوسکی ذات واحد مین تین اقنوم ہونے کی تلقین بھی واضح ولائح ہی یعنی اب وابن وروح القدس ان تینون اقانیم مین سے ہر ایک خدا ہی تاہم تین خدا نہین بلکہ خداے واحد لاشریک ہی؛

اگر کوئی کہے کہ یہ بات مطلق میرے فہم مین نہین آتی ہی تو اس باب مین اسیقدر عرض کافی ہی کہ سچ ہی مقام تعجب نہین؛

ذات الٰہی تو بلاشبہہ ہماری عقل وفہم سے بیرون اور قیاس ووہم سے افزون ہی لہذا اوسکی ماہیت کے اسرار اور اوسکی ذات کے رازونکو کسطرح عقل ہی جان سکتی ہین

اگر کتاب مقدس خداے تعالی کا برحق کلام نہ ہوتا تو صرف مسئلہ تثلیث کیا بلکہ اُسکی جملہ تعلیمات قابلِ اعتماد و اعتقاد نہوتین۔ مگر درحالیکہ وہ فی الواقع فی الحقیقت خداے حی القیوم کا برحق کلام ہے جسکے ثبوت کامل ہین پس اس حالت میں کون جرأت کرکے کہہ سکتا ہے کہ مین نے خداے تعالی کی ذات کو بالکل دریافت کر لیا اور اُسکی ماہیت معلوم کرلی اور اوسکی تھاہ مین نے پالی اور مین یقیناً کہہ سکتا ہون کہ اوسکی ذات مین تین اقانیم ممکن نہین ہین۔

حاشا و کلاّ۔ عقل محدود و قاصر مین یہ تاب و توان کہان کہ ذات مطلق و مغیب و بے منتہا کے ادراک کا دعوی کرے یا اوسکی ماہیت کے اسرار کو بیان و عیان کرسکے کہ مین نے ماہیّتِ ذاتِ الہی دریافت کرلی اور مجھے معلوم ہوگیا کہ نا ممکن ہے کہ ذاتِ الہی ایسی عجیب و غریب ولا امثال ولا نظیر ہو کہ باوجود اقانیم ثلثہ کے وہ واحد رہے ہرگز ہرگز نہین عقلِ عاجز و قاصر صاف صاف شہادت اپنی نارسائی کی اس مقام سے دیتی ہے اور ادراک ذات و اسرار ماہیت سے انکار بحث کرتی ہے

مصرع کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا

اللہ درّ من قال

خدایا منزہ ز اوہام خلق	تو خلاقِ ارواح و اجسام خلق
چو ادراکِ صنعت ندانیم ما	کجا درکِ ذاتت توانیم
خیال و گمان فہم و وہم و قیاس	چو نتوان بہ دریے بہ درک حواس

جہان آفرین راچہ داند کہ چیست شناسای کنہ جلال تو کیست

الغرض مسئلہ تثلیث جو اسرار ماہیت ذات مغیب و مستتر خدا ے ذو الجلال سے ہے دلائل عقلی سے اوسکا ثبوت و بطلان دونون ناممکن ہین بلکہ محض کلام اللہ سے ثابت و متحقق ہی جبکا من جانب اللہ ہونا دلائل یقینیہ سے ثابت ہی۔ پس کلام اللہ کے روبرو کسی دلیل کی حاجت نہین اور کسی برہان کو اسکے روبرو رسائی نہین مگر اس بات کو فراموش نکرنا چاہیئے کہ ابھی یہ گفتگو نہین ہی کہ آیا تعلیم تثلیث درست ہی یا نہین بلکہ اس وقت صرف یہ دکھایا جاتا ہی کہ یہ تعلیم کتاب مقدس مین صاف و صریح موجود ہی جسکو قرآن و حدیث بار بار بتلاتے اور تصدیق کرتے ہین کہ کلام اللہ ہے لیکن افسوس یہ ہی کہ باوجود اس تصدیق کے پھر اوسی کتاب کی ایسی اول اور خاص تعلیم کو جھٹلایا چاہتے ہین تو اسطرح سے آپ ہی اپنی کو رد کرتے ہین ؛ جب یہ بات انصاف دلی سے ثابت ہو چکے اوس وقت اس امر کے دریافت کرنیکا موقع و محل ہو سکتا ہی کہ جس کتاب مین تثلیث کی تعلیم ہی وہ کلام اللہ ہو سکتی ہی یا نہین

دوسرا اختلاف کتاب مقدس سے خداوند یسوع مسیح کی الوہیت و ابنیت صاف صاف نصوص صریحہ سے ثابت ہی۔ یعنے ہر چند لکھا ہی کہ اوسنے جب نجات آدم زاد کے واسطے جامۂ انسانی کو مشرف فرمایا تب سواے گناہ کے جس سے وہ بالکل منزہ و مبرا تھا باقی جملہ لوازم انسانیت و ذات انسانی اختیار فرمائی +—

یہ بھی قدرتِ الٰہی کا عجیب و غریب راز ہی جسکے فہم و ادراک مین عقل حیران و سرگردان ہے

خداوند مسیح کی ابنیّت سے مراد انسانی اور نفسانی طور کا تولّد و رشتہ نہین ہے جسکو مسلمان لوگ ناحق اپنے دل مین گمان کر کے مسیحیون پر کفر کی تہمت لگاتے ہین۔ بلکہ بموجب تعلیمات و مطالب کتابِ مقدس ابنیت سے مراد وہ روحانی علاقۂ اتحاد و یکتائی ہی جو الوہیّت مین اقنوم ثانی اقنوم اول سے رکھتا ہی* وہ ربانی و روحانی اور ابدی و ازلی علاقہ جو ہمارے فہم و خیال سے برتر ہی نہ کوئی اوسکا بیان کر سکتا ہی نہ ہم اوسکی مثال بتلا سکتے ہین اور نہ ہم انسانون کی زبان کے الفاظ اوس رازِ الٰہی کے ظاہر کرنے مین قدرت رکھتے ہین۔

الغرض یہ تعلیم کتابِ مقدس مین صاف و صریح ہی۔ مگر قرآن و حدیث گویا اسی بات کے درپے ہین کہ اس تعلیم کو جڑ سے اکھاڑین۔ اور ہماری دانست مین اگر دوسری وجہ نہ ہوتی تو بھی ایک امر اتنا بڑا تھا کہ قرآن و حدیث کے من جانب اللہ ہونے کے دعوے کو بالکل رد کر سکتا ہے؛

کیونکہ جیسا مین نے آگے کہا ایسا ہی پھر کہتا ہون کہ ابھی یہ دریافت کرنا منظور نہین کہ آیا یہہ تعلیم درست ہی یا نادرست پر اگر قرآن کی تصدیق کے بموجب کتابِ مقدس خداے اصدق الصّادقین کا برحق کلام ہی اور وہ صاف سکھاتا ہی کہ خداوند مسیح اللہ ہی اور اگرچہ اوسنے انسان کی نجات کیواسطے انسانیت کا جامہ پہن لیا اور اُس جامہ کے ساتھ انسانکے سب کام سوا گناہ کے کیئے تو پھر یہ کہنا

بڑی بے ایمانی اور کفر کی بات ہی کہ وہ اللہ نہین بلکہ صرف بشر اور مخلوق ہی۔

تیسرا اختلاف۔ توریت اور انجیل اور صحف انبیاے کرام ہم آواز ہوکر پکارتے ہین اور صاف صاف شہادت دیتے کہ خدا نے گنہگارون کی نجات کے واسطے صرف ایک ہی راہ ٹھہرائی۔ اس بات مین کتاب مقدس کی یہ مراد معلوم ہوتی ہی کہ اگرچہ خداے تعالی رحمت و محبت سے معمور ہی تاہم اوسکی پاک و نیک نظر مین گناہ معصیت نہایت بری اور مکروہ چیز ہی۔ اوسکی پاک نظر اور گناہ مین ایسا اختلاف ہی جیسا نور اور تاریکی مین۔ پس اگر وہ اپنی محض رحمت سے گنہگار کو بخشدے تو اوسکی قدوسیت اور عدالت کے خلاف ہی۔ اور گنہگارون مین یہ تاب و توان نہین کہ وہ اپنے اعمال سے اپنے گناہون کا کفارہ کرسکیں۔ اسکے دو باعث ہین اول یہ کہ جتنے اعمال نیک انسان کرسکتا ہی سب کی تعمیل دہ ہر فرض ہی ایک متنفس اپنے فرائض واجب الادا سے زائد خداوند کی خدمت بجا نہین لا سکتا ہی۔ پس جبکہ جملہ اعمالِ صالح جو انسان کرسکتا ہی اوسکے فرض واجب الادا مین داخل ہین تو بھلا اپنے بے شمار گناہون کے عوض مین کیا دیسکتا ہی۔ دوسرا سبب یہ کہ آدمی ہرگز ایسے کامل بے نقص اعمال نہین کرتا ہی کہ خیر محض ہون جنکو اگر خدا تعالی اپنی پاک نظر اور کامل عدالت سے ملاحظہ کرے تو پسندیدہ ہون اور بے عیب نکلیں بلکہ سچ تو یہ ہی کہ اوس قدوس سبحان کی عدالتِ کاملہ مین آدمی اپنے نیک اعمال کے سبب بھی قصوروار اور سزاوار ہی کہ وہ بھی بہ نظر معصیت اور گناہ آمیز ہوتی ہین +

ان دونون امرون پر بخوبی غور ہو کہ فی الواقع انصاف ولی آدمی کو بار بار ان
دونون امرون کو بتلاتا اور جتلاتا ہی۔

لہذا ایسے اعمال کے ذریعہ گناہ کا کفارہ تو کیا ہوسکتا ہی وہ اعمال تو جنکو لوگ
غفلت میں آکر صالح جانا کرتے ہین نافرمانی و گناہ سے بھرے اور بدی سے لدے ہوئے ہین
آہ تو گنہگار کی رہائی پانے اور خلاصی حاصل کرنیکی کونسی راہ ہی جس سے خدا تعالی
بیحد رحمت اور کامل عدالت دونون جلال پاویں کوئی بھی ناقص اور ناکامل نہو۔

خداے ذوالجلال کی نظر مبارک میں صرف ایک ہی راہ ٹھہری ہے وہ یہ ہی کہ
جیسا کلام مقدس میں ارشاد ہوا کہ (خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اپنے اکلوتے
بیٹے کو بخش دیا کہ جو کوئی اوسپر ایمان لاوے ہلاک نہووے بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے) یوحنا ۳ باب ۱۶ آیت
جسکا مطلب کتاب مقدس کے اور سب مقامون کے ملانے سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ خدا کا ازلی و ابدی بیٹا انسان کی نجات کے لیئے اس جہان مین آیا اور اوسنے
انسانیت کے جامہ کو اختیار کرکے خادم کی صورت پکڑی اور وہ سب خدمت
جو انسان کو کرنی تھین مگر اوس سے نہوئیں اونکا ضامن اور عوضی ہوکر اوسکے بدلے
اوسنے کامل اور پوری کیں تاکہ جو کوئی اپنے ناقص اعمال کا بھروسا چھوڑ کر اوسپر
ایمان لاوے اوسکو وہ اپنی راستبازی لاانتہا سے عنایت فرماکر راستباز
ٹھہراوے اور اوسنے انسان کے گناہون کے عوض انواع و اقسام کے تصدیعے
اور تکالیف اوٹھاکر مظلوم ہوکر صلیب پر اپنی جان کو کفارہ مین دیا تاکہ آدمیون کے بدلے

اونکے گناہون کی سزا آپ اٹھاکے خدا کی عدالت کو پورا کرے اور گنہگار کو سزا
ابدی سے رہائی بخشے - اور اب خداوند فرماتا ہی جو کوئی گنہگار سچی توبہ کر کے مسیح
پر ایمان* لاویگا اوسکو مسیح کی راستبازی سے مفت راستباز ٹھہراونگا
اور اسکے تصدیعہ اوٹھانے کے باعث اوسکے گناہ معاف کرونگا -

اسطرح خداے تعالیٰ نے مفت انسان کی نجات فرماکر اپنی بے حد رحمت اور
محبت کو اور اپنی کامل پاکی اور عدالت کو بزرگی بخشی - کیونکہ اس سے زیادہ کیا
محبت ہو سکتی ہی کہ انسان کی نجات کے واسطے اپنے عزیز اور یکتا بیٹے کو بخش دینا
اور اس سے بڑی رحمت کیا متصور ہے کہ گنہگار کو مفت نجات ابدی مرحمت کرنا
اور اس سے زیادہ خدا کی عدالت کا ظہور کس بات مین ہو سکتا ہی کہ خدا کا ازلی
و ابدی بیٹا آ کر گنہگارون کے بدلے تصدیعہ اوٹھاوے - ہان اگر ہر ایک گنہگار
ابد الآباد جہنم مین سزا پاتا جیسا کہ مستحق تھا تو بھی خداے تعالیٰ کی عدالت اور اسکی صفت
کی کاملیت ایسی ظہور مین نہ آتی -

ای گنہگارو اوس بات کو اپنے دل مین سوچو اور اپنی جانون پر رحم کر کے خدای
تعالیٰ کی اس بڑی نجات کو مفت لو اور یقین جانو کہ تم اپنے اعمال ناقصہ
سے جنھیں تم کبھی غفلت مین آ کر صالح جانتے ہو ہرگز ہرگز اپنے کو نہ بچا سکو
گے اور گنہگار کا بچنا اور خدا کی عدالت کا کامل ہونا ایسا آسان نہین کہ کوئی
مخلوق چاہے نبی ہووے یا فرشتہ تمھین بچا سکے -

پر اوپر جو مذکور ہوا کہ خدا گنہگارون کو مسیح پر ایمان لانے سے مفت نجات دیتا ہی کیونکہ مسیح نے آپ گنہگارون کی سزا کو اُٹھا لیا۔ اسکو سنکر کتنے لوگ نادانی سے یہ کہتے ہین کہ اب تو مسیح پر ایمان لاکر آدمی چاہے جس قدر گناہ کیا کرے تو بھی نجات ہونی ضرور ہی۔

مگر یہ امر باطل ہی اور خیال خام۔ کیونکہ جب خدا سے تعالیٰ نے سچی توبہ اور پیر یا ایمان کو شرط ٹھہرایا تو کیونکر ممکن ہے کہ کوئی جان بوجھکر گناہ کرکر اور بدل وجان خدا ئی مرضی پر چلنے کی کوشش نہ کرے۔ کیونکہ اگرچہ ایماندار کے نیک اعمال اوسکی نجات کے باعث نہین ٹھہر سکتے ہیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو بھی اوسکا گناہ سے باز رہنا اور خدا سے تعالیٰ کی مرضی پر چلنے کے لیئے بدل وجان کوشش کرنا اوسکے ایمان کی سچائی کا واجبی نشان ہی۔ پر جو ایسا نہین کرتا ہی اوسکے حق میں کتاب مقدس کا صاف صاف فرمودہ ہی کہ اسکا ایمان مردہ یعنی باطل ہی۔

پس کتاب مقدس مین بھی ایک راہ گنہگارون کی نجات کے لیئے ظاہر کی ہی۔ ہان توریت اور تمام انبیاؤن کی کتاب اسی پر گواہی دیتی ہین۔ صاف لکھا ہی کہ توریت مین جانورون کی قربانی چڑہانے وغیرہ کی جتنی رسوم تھین وہ سب اُسی بڑی قربانی یعنے خداوند مسیح کی قربانی اور اوسکے متعلق باتون کے نشان تھے اور خوشخبری کے طور پر اوسپر گواہی دیتے تھے پس کلام اللہ کے سب صحیفون سے ثابت ہوتا ہی کہ شروع سے خدای تعالیٰ نے یہی راہ ٹھہرائی اور آخر تک یہی قایم ہی۔

مگر قرآن وحدیث اسکو رد کرکے دوسری کئی طرح لطرح کی راہ نجات ثابت کرنا چاہتے ہین لیکن کیا ممکن ہی کہ خدا کا ابدی وازلی بیٹا انسان کو نجات بخشنے کے واسطے آکر آپ اوسکے واسطے دکھہ اور تصدیعہ پاکر اوسکے لئی کامل نجات کو طیار کرے اور بعد اوسکے کوئی گنہگار بشر آکر اوس بات کو اوٹھاوے اور کوئی دوسری راہ اپنی عقل ناقص سے ٹھہراوے - کیا ممکن ہی کہ خدا کی ہوئی بات ایسی ناکامل ٹھہرے کہ کوئی انسان اوس سے افضل راہ مقرر کرے - کیا ہوسکتا ہی کہ خدا کے نزدیک ایک وقت تو اپنی عدالت کا کامل کرنا اور اپنی قدوسیت وپاکیزگی کی بزرگی وعظمت وجلال ظاہر کرنا اس قدر ضرور معلوم ہو کہ سوا اوسکے کہ وہ اپنے عزیز وہمتا بیٹے کو گنہگارون کا ضامن ٹھہراوے اور وہ اونکے گناہون کی سزا آپ اوٹھاوے اور کوئی صورت گنہگارون کے بچنے کی نہ ٹھہراوے اور دوسرے وقت وہی قدوس وعادل خدا اپنی عدالت کا پورا کرنا ایسا بے فائدہ وفضول جانے اور اپنے بیٹے کا قربان ہونا ایسا ناحق سمجھے کہ وہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتونکو جنھین قرآن وحدیث بتلاتے ہین گنہگارون کی بخشایش کے واسطے کافی سمجھے - کیا ممکن ہے کہ جب خدا نے ایسا کہا ہو کہ دنیا کے شروع سے بلکہ اوسکے پیشتر سے یعنے ازل سے ایک ہی راہ مین نے گنہگارون کی نجات کے لیے مقرر کی ہے اور آخر تک یہی رہے گی اور اوسی راہ کے ظاہر کرنے اور بتلانے کے واسطے آدمی کے دلون اور عقلون کو طیار کرنے کو شروع آفرینش سے انبیا

اور مرسلین کو متواتر بھیجے اور بڑے بڑے انتظام و بندوبست فرماوے جیسا کہ کتاب مقدس سے ظاہر ہے اور پھر وہی اپنی بات کو جھوٹھا کر دے اور اپنے سارے ٹھہرائے بندوبست کو باطل اور ناحق اور لغو سمجھے اور یکایک ایک نئی راہ نجات کی مقرر کرے۔

مین برائے مزید احتیاط پھر عرض کرتا ہون جیسا کہ سابق ازین کہا کہ ابھی یہ گفتگو نہین ہے کہ آیا وہ سبیل نجات جو کتاب مقدس مین مذکور ہے اور خلاصہ اسکا اوپر عرض کیا گیا درست ہی یا نادرست۔ خواہ آپ اسکو درست جانین خواہ نادرست خیال کرین مگر جس کتاب کو قرآن و حدیث خدائے حیّ القیوم کا برحق کلام بتلاتے ہین اوسمین اول سے آخر تک اوسی راہ کو ٹھہرایا ہی اور اوسی کتاب مین صاف صاف کہا ہے کہ صرف یہی راہ نجات کی ہے اور یہی آخر تک رہیگی اور کوئی دوسرا راستہ نہین ہے جس سے بنی آدم نجات پاوین +

مگر قرآن و حدیث اوس راہ کا کچھ ذکر نہیں کرتے ہین بلکہ اوسکو رد کرتے ہین اور دوسری انوکھی راہین ٹھہرانا چاہتے ہین اسی طرح سے اوسی کتاب کی بباطن تکذیب کرتے ہین جسکی بظاہر تصدیق کی ہی۔ لہذا ایسا کرنے سے حقیقت مین آپ ہی رد ہو جاتے ہین +

چوتھا اختلاف۔ ہر ایک فہمیدہ و منصف مزاج شخص جان سکتا ہی اور غور کرنے سے تسلیم کریگا کہ اخلاقی شریعت اور رسمی حکمون مین سے شریعت

اخلاقی اصل اور افضل ہے۔ کیونکہ اول یہ امر قابل دریافت ہی کہ خداے تعالیٰ جو انسانونکو شریعت اور احکام دیتا ہی یعنے بعضے کامون کے کرنے اور بعضون کے نہ کرنے کا حکم فرماتا ہی اوسکا سبب کیا ہے +

پس یہ تو ہرگز نہین ہو سکتا ہی کہ اوسکو ہمارے کسی کام کرنے یا نہ کرنے سے کچھہ فائدہ ہے یا نقصان۔ اور نہ ایسا تصوّر ہو سکتا ہی کہ وہ عبث بعضے کامون کے کرنے اور بعضون کے نہ کرنے کا حکم دیکر گویا ناحق انسانوں کو تنگ کرنے اور اونپر بوجھ رکھنے میں خوش ہوتا ہی۔ یا گویا اونکو حکم عدولی کرنے پر سزا دینے اور دوزخ میں ڈالنے کے لیئے ایک بہانہ ٹھہرا کر خوش ہی نعوذ باللہ منہا۔ (جیسا مسلمان شرایع محمدیہ کو تکلیفات اور اپنے کو مکلّف کہتے ہیں)

ضرور سبب اسکا یہی ہی کہ خداے تعالیٰ جلّ شانہ اپنی ذات سے پاک و نیک اور صادق و عادل ہے اس واسطے ضرور اوسکو آدمیوں کا بھی پاک و نیک ہونا پسند ہی اور بد و ناپاک ہونا ناپسند اور مکروہ۔ کیونکہ ناپاکی اور بدی کو پسند کرنا پاک ذاتی اور نیک صفاتی کے برخلاف ہی۔ لہذا یہ محض خداے تعالیٰ کی ذاتی نیکی اور پاکی کا اقتضا ہی کہ وہ اپنی تمیز دار مخلوقات مین بھی نیکی و پاکی چاہتا ہی۔ کیونکہ اگر ایسا نہو تو وہ خود نیک و پاک متصوّر نہین ہو سکتا ہی +

اور یہہ کہ اوسکی ذاتی عدالت و نصفت کا اقتضا ہی کہ وہ نیکون کو جزا اور بدون کو سزا دیتا ہے + کیونکہ عدالت کے یہی معنی ہین۔ اور اگر ایسا نہ مانین تو

پھر خداے تعالے پر غیر عادل ہونے کی تہمت ہو۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نیک اعمال اس لیئے نیک نہین ہین کہ خداے تعالی کی کتاب مین اونکے کرنے کو حکم فرمایا اور نیک بیان کیا ہی علی ہذا القیاس بد اعمال بھی اسواسطے بد نہین ہین کہ کلام اللہ مین اونکو بد بتلایا ہی اور انکے کرنے کو منع کیا ہی کیونکہ اگر کلام الٰہی مین مذکور ہونے اور نیک یا بد ٹھہرا دینے سے بعضے کام نیک اور بعضے بد شمار ہوئے تو لازم آتا ہی کہ وہ کام قبل مذکور ہونے اور ٹھہرائے جانے کے نہ نیک تھے نہ بد۔ پس اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ خداے تعالی کے نزدیک نہ پسند تھے نہ ناپسند۔

بھلا پھر اونکو خواہ نیک و بد اقرار دینا اور اونکے امر و نہی کرکے آدمیوں کو اونکی نسبت کرنے یا نہ کرنے کا حکم دینا خدا کی ذاتی نیکی و پاکی اور عدالت کے تقاضے کے باعث تو نہ ٹھہرا بلکہ بلا سبب و بے وجہ آدمیوں کے سر پر بوجھ رکھنا اور اونکو تنگ کرنا ٹھہرا۔

علاوہ بران بالفرض اگر کوئی کام از خود نہ نیک ہی نہ بد تو خداے تعالی کی ذات کے نیک و پاک ہونے کے کیا معنی ہونگے؟ کیونکہ نیک و پاک تو وہ ہی جو نیکی سے معمور اور بدی سے مبرا منزہ ہو۔ پس اگر کوئی کام نہ از خود نیک ہی اور نہ بد بلکہ سب برابر ہین تو نیکی و پاکی کے الفاظ بے معنی و مہمل ہین۔ لہذا ضرور اول کسی چیز کو نیک یا بد ماننا ضرور ہی اوس وقت کسی کو نیک یا بد کہہ سکتے ہین۔

بنا ئے علیہ غرض ہے کہ بعضے اعمال خود بذاتہ نیک وخوب ہین جن سے خدا تعالی مسرور ہی اور بعضے از خود بد اور نفرتی ہین جنسے وہ متنزہ و مبرا ہی۔ اسیواسطے وہ پاک ونیک اور تمام ستائش وتعریف کے لایق اور کمال محبت کے سزاوار ہی آمین ـ

اور وہ قدوس سبحان اپنی اس ذاتی پاکی ونیکی وخوبی کے اقتضا سے اپنی تمیز دار مخلوقون کو اون اعمال وافعال کے کرنے کا حکم دیتا ہی جو بذاتہ نیک ہیں اور اون سے منع کرتا ہی جو از خود بد اور نفرتی ہین۔ پس ایسے احکام کو ہم شریعت اخلاقی اور احکام باطنی اور اصل شریعت کہتے ہین ـ

مگر رسمی شریعت وہ ہی جو کتنے ہی کامون کے کرنے کا حکم دیتی ہی اور کتنے ہی کامونکو منع کرتی ہی مگر وہ کام نہ از خود نیک ہین نہ بد بلکہ محض حکم الٰہی کے باعث اونکی حلت یا حرمت معین ہوئی ـ

لیکن بخوبی یاد رہے کہ رسمی شریعت بھی خداے تعالی بیفائدہ اور فضول آدمیونپر محض ظلم کرنے کو نہین دیتا ہی۔ ضرور کسی خاص مطلب ور فائدہ کے واسطے مقرر ہوئی ہی جیسا کہ آیندہ اسکا بیان کیا جائیگا۔ لیکن ابھی مدعا میرا یہ ہی کہ رسمی شریعت مثل اخلاقی شریعت کے اصل اور اول نہین اور نہ خدا تعالی کی پاک ونیک ذات کا عکس ہی اور نہ اوسکی ذاتی پاکی ونیکی کے اقتضا کے پورا کرنے کے لیئے ضرور ہی اور نہ انسان کی کاملیت کا نشان ٹھہر سکتی ہی ـ

اب رہا یہ کہ آیا وہ اعمال وافعال کون سے ہین جو بذاتہ نیک یا بد ہین اور اخلاقی

شریعت کے مطلب و مقصد ہین - اور وہ کون سے کام ہین کہ اگرچہ خدائے تعالی نے اونکی حلت و حرمت بیان کی ہے مگر وہ خود بذاتہ نہ نیک ہین نہ بد بلکہ محض حکم الٰہی ہونے کے باعث وہ نیک یا بد قرار دیئے گئے اور اسیواسطے اسمی شریعت کے مطلب ہیں -

پس واضح ہو کہ اسکا دریافت کرنا منصف مزاج اور حق جو شخص کو آسان ہے اگرچہ حجتی اور کج بحث کی تسکین مشکل ہو -

کہ اخلاقی شریعت کے مقاصد کی مثال جیسا کہ خدائے تعالی خالق و رازق و مالک برحق کی عبادت اور اوسکے ساتھ ساری اپنی دل و جان و عقل و طاقت سے محبت رکھنا - اوسکی تعظیم و تکریم کرنا - اوسکا شکر گذار و ثنا خوان رہنا - علیٰ ہذا القیاس تمام انسانوں سے بدل محبت رکھنا - محتاجون بیواؤن یتیمون بیکسون غریبون بیمارون مصیبت زدون کی بہر مقدور خبر گیری اور مدد کرنا - سچ بولنا - دیانت و امانت کے ساتھ کام کرنا - والدین اور بڑونکا ادب کرنا وغیرہ - یہ سب بذاتہ نیک ہین -

اور خدا کا خوف نہ رکھنا - اوسکی ناشکری - اوسکی عبادت نہ کرنا جھوٹھ بولنا - قتل چوری فریب زنا بدمستی - والدین کی نافرمانی وغیرہ - یہ بذاتہ بد اعمال ہین اگر کوئی پوچھے کہ انکے بد و نیک ہونے کی کیا دلیل ہے تو ہم عرض کرتے ہین کہ اسکی دلیل اور شہادت تیری دل مین موجود ہے اوس سے پوچھ وہ آپ گواہی دیگا

(۱) اعدیا ودرہے جیساکہ اوپر مذکور ہوا کہ اگر اِن اعمال کو بذاتہ نیک یا بد نسا نواہیت تسلیم نہ کرو کہ اِن اعمال سے خدا راضی ہوتا ہی اور اون مین سے جو لائقِ رتبہ خدائی ہین اونسے وہ خود معموری اور تمام بد اعمال سے وہ منزا و مبّرا ہی اور اون سے نفرت و عداوت رکھتا ہی تو پھر خدا کی پاکی اور نیکی کا کیا مدعا ہوگا؟

اب باقی رہے وہ افعال جو از خود نہ بُرے ہین نہ بھلے مگر حکم الٰہی ہونیکے باعث ویسے ہوگئیے اونکی نظیر یہہ ہی مثلاً شریعتِ موسویہ میں بعض جانوروں کا کھانا حلال تھا اور بعضوں کا حرام۔ علی ہذا القیاس کئی چیزین پاک بتلائین جنکے چھونے یا استعمال سے آدمی پاک ٹھہرایا جاتا تھا۔ مگر اور کئی چیزین ناپاک قرار دی گئین جنکے چھونے یا استعمال سے ادمی ناپاک گنا جاتا تھا۔ مگر یہ ظاہر ہی کہ وہ جانور اور چیزین نہ از خود پاک ہین نہ ناپاک بلکہ محض حکمِ شریعت سے ویسی ہوگئین۔

اگر کوئی اسکی دلیل پوچھے تو نہایت واضح ہی کہ سب جانور اور تمام اشیاے موجودات و مخلوقات خداے قدوس کی آفریدہ ہین اور خدا اے سبحان ناپاک کا بانی اور پیدا کرنے والا نہیں ہو سکتا ہی۔ کیونکہ ناپاک چیز تو اوسکی پاک ذات کے برخلاف ہی پس جبکہ اِن جانوروں اور چیزونکو اوسنے خود پیدا کیا ہی تو یہی دلیل کافی شافی ہی کہ وہ جانور اور چیزین اوسکی ذات کی برخلاف نہین ہین اسواسطے ناپاک بھی نہین ہین لہٰذا ثابت ہوا کہ شریعت موسویہ مین بعض جانوروں یا چیزون کو ناپاک قرار دیا تو اِس باعث سے نہین کہ وہ بذاتہ ناپاک ہین اور خداے تعالیٰ کی پاک ذات

کے برخلاف ہین اور گویا اقتضاے پاکی ذات کی خداے تعالی نے اوسکے
کھانے یا چھونے وغیرہ کو منع کیا تھا (جو اخلاقی شریعت کا نشان ہی) بلکہ اون
جانورون اور چیزون کے منع کرنے کا کچھ اور ہی خاص مدعا اور مطلب تھا جیسے
دیکھیے کہ دال بھات یا روٹی وغیرہ آدمی کی خوراک ہی اور وہ از خود اچھی ہے
اوسکا کھانا روا ہی مگر جب حکیم کسی مریض کو اوسکا کھانا منع کرتا ہی تو اس باعث
سے نہیں کہ گویا وہ بذاتہٖ بُری اور خراب ہی اور کھانے کی چیز نہین۔ بلکہ کسی
خاص مصلحت او غرض سی۔ اور جب وہ غرض پوری ہو جاتی ہی تو پھر اجازت کامل دیتا ہی۔
اسی طور شریعت موسویہ مین بعضی چیزون کا پاک اور بعضی کا ناپاک مقرر کرنا اسی قبیل
سے تھا۔ اوسکا مدعا ہرگز ہرگز یہ نہ تھا کہ وہ چیزین بذاتہٖ پاک یا ناپاک ہین۔ بھلا کوئی
قدرتی چیز از خود ناپاک ہو سکتی ہی؟ تمام اشیا انھیں عناصر سے مرکب ہیں اور
عناصر خداے تعالی کے بناے ہوئے ہین اور وہ اشیاے ممنوعہ عناصر سے
مرکب ہوئین تو اپنے ارادہ یا اختیار سے نہین بلکہ اسباب و عادات خلقت
سے بنی ہین۔ اور مسبب حقیقی اور عادت کا مقرر کرنے والا خدا ہی اور اون اسباب
کا دور کرنا یا عادت کا بدل ڈالنا کسی مخلوق کی قدرت اور اختیار مین نہین ہی۔
لہذا جو کچھ خداے تعالی نے بنایا ہے اور پیدا کیا ہے وہ بذاتہٖ ناپاک نہین ہو سکتا
ہی۔ (ہر چہ از غیب است بے عیب است)
مگر حقیقی ناپاکی دیکھیے وہ نجاست جس سے انسان خداے پاک کے روبرو

گنہگار اور ناپاک ٹھہرتا ہی) وہ ہی جسے کوئی مخلوق اپنے ارادہ اور اختیار سے کرتا ہی مگر جو چیز خداے تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہی اور اسباب عادات عالم سے بنتی ہی اگر وہ ناپاک تصور کیجاوے تو معاذ اللہ خدا ہی کو ناپاکی کا بانی ماننا پڑتا ہی +

لہذا ثابت ہوا کہ خداے تعالیٰ کی نظر مین کوئی جانور یا دوسری چیز جو مخلوقات کے اسباب وعادات سے پیدا ہوتی ہی ناپاک نہین ہے +

اور یہہ بھی کہ ماکولات ومشروبات وغیرہ کسی چیز کے استعمال سے دلی پاکی اور حقیقی طہارت بھی حاصل نہیں ہوسکتی ہی۔ بلاشبہ صاف ستھری چیزین کھانا پینا وغیرہ استعمال کرنا انسان کو ضرور ہے مگر وہ بذاتہ پاک ونیک نہین۔ اون سے مطلق وہ پاکی ونیکی حاصل نہین ہوسکتی ہی جو خداے قدوس کی ذات مین ہی اور انسانون کو ویسا ہی کرنا واجب وفرض ہے۔

بھلا ان کھانے پینے اور پہننے کی چیزون سے اور دل کی پاکی اور نیکی سے کیا مناسبت ہی۔

الغرض کوئی چیز جو مخلوقات مین عادات واسباب عالم سے پیدا ہوتی ہے نہ پاک ہی اور نہ ناپاک لیکن کسی خاص غرض اور فائدے کے واسطے خداے تعالیٰ نے اگلی شریعت مین ایسی چیزون کو پاک یا ناپاک بیان فرمایا اسی واسطے وہ رسمی اور ظاہری شریعت تھی۔

جبکہ گناہ کے سبب تمام جہان بت پرستی اور طرح طرح کی بدیوں اور ناپاکیون

اور گمراہیون مین گرفتار ہوگیا اور حقیقی پاکی نیکی سے منحرف ہوکر اصلی ناپاکی اور بدی مین مبتلا ہوگیا تھا۔ خداے تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت وفضل کی نگاہ سے چاہا کہ اوسیون کو پھر اپنی کامل مرضی بتلاوے اور راہ راست پر لاوے۔ تو اوسکی عمیق حکمت مین یہ مناسب اور پسندیدہ معلوم ہوا کہ آدمیوں کو اخلاقی اور اصلی شریعت کے ساتھ رسمی اور ظاہری شریعت بھی دیوے۔ چنانچہ اگلے نبیون خصوصاً حضرت موسیٰ کو ایک رسمی شریعت بھی عنایت کی۔

سبب اوسکا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کی عقل وطبیعت گمراہی اور ضلالت میں گرفتار ہونے کے باعث ایسی خراب وتباہ ہوگئی تھی کہ وہ خداے تعالیٰ کی کامل اور روحانی شریعت کو بخوبی سمجھنے اور اوسپر قائم رہنے کے لائق نہ رہا۔

جس کسی کو یہ بات دریافت کرنی ہو وہ بنی اسرائیل کے اگلے احوال کو پڑھے تو بخوبی معلوم ہوگا کہ اون دنون کے لوگ جہالت وضلالت کی کیسی بھاری تاریکی میں گرفتار تھے کہ باوجود شریعت کے اور بار بار تنبیہ وتادیب کے پھر بھی احکام الٰہی کے سمجھنے اور اون پر قائم رہنے میں کس قدر ٹھوکرین کھاتے اور بدی کی طرف مائل ہوتے تھے

بس جس طرح کوئی اُستاد کسی نادان لڑکے کو پہلے حروف مُفرد پھر مرکب پھر الفاظ سہل وعبارت پھر زیادہ لکھنا پڑھنا سکھاتا ہے تاکہ اُسکی عقل زینت پذیر ہوکر قابل ہو بعدہٗ اوسکو علوم مقصودہ وفنون مطلوبہ سکھاتا ہے اسی طرح جب

تمام عالم علمِ الٰہی کی بابت محض جاہل اور مطلق بے وقوف تھا اُس وقت خدائے رحیم نے چاہا کہ پھر ادمیں اپنے علم کی اشاعت فرماوے تب اوسکا پاک رادہ ہوا کہ پہلے ایک قوم یعنے بنی اسرائیل کو تربیت و تعلیم دیکر کامل کرے تاکہ وہ گروہ علمِ الٰہی مین کامل ہووے کہ اُسکے ذریعے تمام جہان کو راہ راست پر لاوے۔

آپ صاحبون کو بخوبی معلوم ہو کہ شریعت موسویہ صرف بنی اسرائیل ہی کے واسطے دی گئی تھی اوسمین یہ حکم نہین کہ اوسکی تعلیم سب قومون کو کیجاوے۔

سو اگرچہ بنی اسرائیل کو کچھ کچھ شریعتِ اخلاقی بھی عطا ہوئی تھی بلکہ مقدّس دس احکام بھی جو تمام شریعتِ اخلاقی کو جامع اور اوسکے اصولِ بےنظیر ہین۔ لیکن اس جہت سے کہ ہنوز اونکے دل اور مزاج اطاعتِ احکامِ ربّانی اور پاکی و نیکی روحانی کے امتیاز مین تربیت پذیر نہ تھے لہذا اونکی تعلیم دینے اور خوگر کرنے کے واسطے ظاہری اور رسمی و جسمانی شریعت بھی دی گئی جو نشان و علامت و نقش شریعتِ روحانی و احکامِ اخلاقی کے تھے جو اوسکے بعد خداوند یسوع مسیح کے ذریعے ظہور مین آئی۔

چنانچہ جب وہ زمانہ آپہونچا کہ بنی اسرائیل مین سے بہتیرون نے خوب تعلیم و تربیت پائی (اور اگر بہتون نے نہ پائی تو یہ اونکا قصور تھا) اور خدا کی روحانی اور کامل شریعت کے جاننے اور ماننے کے لائق ہوئے تب خداوند یسوع مسیح جو تمام جہان کا نجات بخشندہ اور کامل و روحانی شریعت کا معلم ہے ظاہر ہوا

عہد بنی اسرائیل

اور روح القدس جو اوس شریعتِ اصلی و حقیقی و روحانی کا الواحِ قلوبِ انسانون پر
مرقوم و منقوش کنندہ ہے ایک خاص طور پر نازل ہوا تب اوس ناکامل رسمی و
ظاہری شریعت کی حاجت نہ رہی۔ اسواسطے کہ تب ایامِ طفولیت و زمانہ جہالت
و نادانی گذر چکا اور وقت بلوغ و زمانہ تحصیل علم اصلی و مقصودی و مطلوبی کا پہونچا
اسواسطے خداے تعالیٰ نے انجیل مقدس اور اپنے پاک رسولون کے صحائف
کے ذریعے اپنی کامل و روحانی و اصلی و اخلاقی شریعت ظاہر فرمائی۔ یہ مختصر بیان
دونون قسم کی شریعت یعنی رسمی و اخلاقی کا ہوا۔

پس رسمی و ظاہری شریعت اصل مقصود و مطلوب نہین بلکہ محض مقرر کرنے
کے باعث واجب التعمیل ہوئی۔ وہ خدا کی ذاتی پاکی و نیکی کا عکس و پرتو نہین اور نہ
اوسکے تقاضے پورا کرنے کو ضرور ہے بلکہ انسان کی ناکاملیت کا نشان ہی کہ جب
خداے تعالیٰ اپنی حکمت کاملہ سے چاہے موقوف کرسکتا ہی۔

مگر شریعتِ اخلاقی اصلی و ازلی و ابدی اور خداے قدوس کی ذاتی پاکی
و نیکی کا عکس و پرتو اور اوسکے تقاضے پورا کرنے کو ضرور اور انسان کی کاملیت
کی علامت ہی اور اسیواسطے ہرگز منسوخ نہین ہوسکتی ہی کیونکہ جو کوئی امورات
مذکورہ بالا کو بخوبی سمجھیگا اوسپہ ظاہر ہوگا کہ ایسی شریعت کا بدلنا او منسوخ ہونا
خدا کی ذات کا بدلنا ہے۔

پھر ایک امر اور بھی قابل غور ہے کہ قرآن و حدیث نہ صرف اس بات مین کہ

مقدس کے برخلاف ہین کہ جب کامل اخلاقی و روحانی شریعت ظاہر ہوئی اور ناکامل رسمی و جسمانی شریعت کی ضرورت جاتی رہی اوس وقت قرآن و حدیث آنکر آدمی کو پھر ناکامل اور ظاہری و رسمی و جسمانی شریعت کے پابند کرنا اور کامل کو ناکامل و ناقص کرنا چاہتے ہیں بلکہ اوسکے علاوہ اصلی اور حقیقی اور کامل شریعت اخلاقی و روحانی پر عارضی و مجازی اور ظاہری اور جسمانی و رسمی شریعت کو ترجیح و فوقیت دیتے ہین اور اوسی کو مقدم اور اعلی اور افضل اور ارکانِ دین قرار دیتے ہیں۔ مگر جو معروضاتِ بالا کو بغور ملاحظہ کریگا بخوبی جان لیگا کہ ایسا کرنا سراسر غلطی اور فاش نادانی ہے اور بس

اب رہی شریعت اخلاقی سو اوسکی نسبت بھی غور کرنا لازم ہے کہ کتاب مقدس سے صاف ظاہر ہے کہ انسان کی حالت جہالت اور نادانی مذکورہ بالا مین صرف اوسکو ایک جسمانی اور رسمی شریعت خداے تعالی نے عطا کی بلکہ جو اخلاقی شریعت بتلائی وہ بھی کامل نہ تھی۔

اسکا مدعا یہ نہیں کہ خداے تعالی نے اوسوقت انسان کو گناہ کرنے کا حکم دیا بلکہ یہ غرض ہے کہ اوس وقت انسان ایسا گمراہی اور گنہگاری مین مبتلا تھا کہ بنظر کمزوری و سخت دلی اوسکے خداے جلشانہ نے اپنی پاک مرضی کو پورا اور کامل بیان نہ فرمایا چنانچہ بنی اسرائیل مین دستور تھا کہ جب چاہتے اپنی جوروُن کو بلا سوا اس بے پروائی کے ساتھ چھوڑ دیتے اور دوسری عورتیں کر لیتے تھے۔ نہایت غیر محتاط اور بے توجہ اور سخت تھے۔

پس یہ بات ہر چند خداے تعالے کی نظر مین ناپسند تھی مگر تاہم انکی سنگدلی اور کمزوری ملاحظہ فرما کر اس بات میں اپنی پاک و نیک مرضی کامل طور پر اونپر ظاہر نہ کی بلکہ اس منشا سے کہ اس معاملے میں نہایت بے انتظامی اور بے احتیاطی اور مطلق العنانی نہونے پاوے بلکہ ایک حد بندہ جاوے اور فی الجملہ پابندی ہووے ایسا ارشاد کیا کہ جب تم عورتوں کو چھوڑا کرو تو یون ہی مت چھوڑ دیا کرو بلکہ اُنھیں طلاقنامہ دیا کرو اور اِسکے سوا اور بھی چند باتون قید انکو دی تاکہ ویسی بے قیدی اور مخلع بالطبع نہ رہے بلکہ کچھ قید اور پابندی ہو جاوے۔

دیکھو استثنا ۲۴ باب ۱ آیت دیکھو متی ۵ باب ۳۲ آیت ۱۹ باب ۹ آیت

اس باب میں جو احقر نے عرض کی اگر کسی کو شبہ ہو تو انجیل مُقدّس دیکھ لے کہ خود خداوند مسیح نے اس باب مین کس طور ارشاد کیا ہی —

اور جو کوئی انصاف دلی سے غور کریگا سو جان لیگا کہ عورت کو بغیر زنا کے چھوڑ دینا یا طلاق دینا خداے تعالیٰ کی پاک مرضی کے برخلاف ہی۔ خداے تعالیٰ نے حرامکاری اور زناکاری کو جبکہ منع فرمایا ہی تو اس سے اوسکی پاک مرضی یہی معلوم ہوتی ہی کہ جب عورت اور مرد سے شادی ہو تو اونکے درمیان ایک ایسا پاک دیرپا اور مضبوط رشتہ ہو جو کبھی ٹوٹے نہین اور عقل بھی صاف شہادت دیتی ہی کہ شادی کرنے کے جو فرائض اور فوائد اور مرادین ہیں یعنے زن شوہر کو باہمدگر کامل محبت رکھنا ایک دوسرے کو تسلّی دینا دونوں کو ملکر اپنی اولاد کی پرورش کرنا ۔ اوسکی حامی ہونا اور مددگار ہونا۔ اوسکی بہتری کے واسطے بدل و جان سے فکر و کوشش کرنا وغیرہ

یہ سب فرائض و فوائد اور مرادین اوسی وقت پوری ہو سکتی ہین جبکہ زن و شوہر کا
ایسا ہی پاک و پختہ اور غیر منقطع رشتہ ہووے۔ اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ جب مرد
چاہے جورو کو چھوڑتا جاے اور دوسری کرتا جاے تو زندگی بازی اور نکاح مین کیا ہی فرق
کسی رات دو رات کی جورو ہوتی ہی اور نکاح بھی ویسی ہی ہوئی انتہا یہ کہ
نکاحی کچھ عرصہ زیادہ رہے۔ لہذا صاف ظاہر ہی کہ عورت کو چھوڑ دینا خداے
تعالی کے نزدیک مکروہ اور ناپسند اور زناکاری ہی۔

لیکن انسان کی اوس ناکابلیت کی حالت مین خداے تعالی نے یہ بات
زیادہ ظاہر نہ کی بلکہ یہ چاہا کہ بنی اسرائیل اوس حالت نہایت بے احتیاطی
اور وارستگی سے قدرے باز آوین اور ایک گونہ قید مین اوین۔ بلکہ اونھیں بنی اسرائیل
کو بعد حضرت موسی کے جبکہ شریعت موسویہ جاری تھی دوسرے نبیون کی معرفت
فرمایا کہ مین طلاق سے ناراض و ناخوش ہوتا ہون۔ مگر انجیل مقدس کے وسیلہ جب
خداے تعالی نے اپنی کامل شریعت کو ظاہر فرمایا تب صاف صاف اپنی مرضی
بیان فرمادی اور حتمی حکم دیدیا کہ زناکاری کے سواے کسی حالت مین طلاق
دینا جائز نہین ہے بلکہ نامشروع اور ممنوع ہی۔

مگر ملاحظہ فرمائیے اب باوجود ظہور اس کامل پاکیزگی کے قرآن و حدیث
شریعت آخرالزمان ہونے کا دعوی کرتے اور لوگون کو یہ سکھاتے ہین کہ جب تمہاری
خواہش ہوا کرے جورون کو طلاق دیدیا کرو۔ بلکہ محمد صاحب کے زمانہ مین بالاتفاق

ثابت ہی کہ کئی جہادون مین متعہ کا حکم بھی جاری ہوا کہ لوگون نے رات دودات کیواسطے عورتین رکھین اور شیعون کی روایت کے بموجب نہ صرف محمد صاحب کے زمانہ مین یہ حکم خداے تعالی نے دیا تھا بلکہ اب بھی درست اور شروع اور موجب حسنات کثیرہ ہی۔ نعوذ باللہ منہا۔

پس اِس طور انسان پر عصیان کو جسے خداے رحیم الرحمان نے اپنی کمال مہربانی سے تعلیم انجیل مقدس پاک ونیک وکامل کیا اب قرآن وحدیث اوسے ناپاک وبد وناقص بنانا چاہتے ہین۔

اِس باب مین طوالت کی کچھ حاجت نہین ہی۔ ہر ایک منصف مزاج جب اِن باتوں کو بغور وتامل ملاحظہ کریگا بخوبی جان لیگا کہ یقیناً قرآن وحدیث خداے قدوس سبحان کی طرف سے نہین ہین جسنے اپنی کمال مہربانی سے انسان پر عصیان کی حالت مذمومہ پر رحمت کی نگاہ فرما کر بذریعۂ کتاب مقدس کے ایسے احکام فرمائے اور اس ترتیب وتدریج سے تعلیم وترتیب فرمائی کہ وہ پاک ونیک وکامل اور اپنے خالق ورازق کی مرضی کا شناسا اور اوسکی پاک نظر مین مقبول ہو۔

پانچوان اختلاف۔ اوپر مین نے عرض کیا ہی کہ شریعت اخلاقی اصلی وازلی وابدی اور خداے قدوس سبحان کی ذاتی پاکی اور نیکی کا عکس ہے اور اوسکے تقاضے پورا کرنے کے لیئے ضرور اور انسان کی کاملیت کا نشان ہے اسی واسطے منسوخ ہونیکے قابل نہین ہے۔

بلاشبہ ناممکن ومحال ہی کہ خداے تعالیٰ اس شریعت اخلاقی کامل کو بدل ڈالے اور رد وبطل ٹھہراوے اور اوسکے برخلاف حکم دیوے۔ اس واسطے کہ اوسکی خلاف بالکل مناقض ومباین ومعارض اوسکی پاک ذات ونیک صفات کے ہی اسیواسطے وہ گناہ ومعصیت ہی۔ پس ناممکن ہی کہ خداے قدوس اپنی پاک ونیک ذات کے برخلاف شریعت مقرر کرے اور گناہ ومعصیت کیواسطے حکم دیوے۔
اسی لیئے جب خداے تعالیٰ نے اپنی پاک ونیک وکامل شریعت اخلاقی وروحانی کو انجیل مقدس کے ذریعہ ظاہر فرمایا تو بوساطت معلم کامل خداوند یسوع مسیح کے ایسا ارشاد کیا آسمان وزمین ٹل جائینگے پر میری باتین کبھی نہ ٹلینگی۔ متی ۲۴ باب ۳۵ +

لیکن قرآن وحدیث دعویٰ کرتے ہین کہ ہم بھی من جانب اللہ ہین اور باوجود اس دعویٰ کے خداے تعالیٰ کے احکام اخلاقی اور شریعت اصلی کو بدلنا اور رد کرنا چاہتے ہین۔ پاکی ونیکی کو چھوڑنا پاکی اور بدی سکھاتے ہین جو بالکل مخالف اقتضاے ذات الہٰی ہیں اور مباین ومعارض اوسکی صفات کاملہ کے۔

پس یہہ بھی ایک بڑی علامت ہی کہ قرآن وحدیث خدا کی طرف سے نہین ہرچند اسکی مثالین بہت ہیں مگر ادن مین سے چند ذیل مین مذکور ہوتی ہین۔

(۱) ہر شخص جانتا ہی کہ جس طور مذہب حق کا بدل ماننا فرض ہے اوسی طرح اوسکا زبان سے قبول کرنا واجب ہی یعنے جس طور تصدیق بالجنان فرض ہی اوسیطرح اقرار باللسان بھی فرض ہے تا کہ دوسرے ہمارے بھائی بنی آدم بھی اوسکو

جائیں اور دریافت کرین وہ بھی اِس نعمتِ لازوال سے محروم رہین خصوصاً جب کوئی ہمسے دریافت کرے اور ہمارا مذہب پوچھے تو ضرور لازم ہی کہ ہم بیان کریں علی الخصوص جھوٹ موٹ دوسرا مذہب بتلانا یا اپنے مانے ہوئے مذہب کا انکار یا کلمۂ کفر زبان پر لانا تو کسی حالت مین درست نہین ہی۔ بالکل ناجائز و ناروا ہی۔

اسی واسطے انجیل مقدس مین ارشاد ہے کہ خداوند مسیح نے ارشاد کیا ہی کہ جو کوئی آدمیون کے روبرو میرا انکار کریگا بروز قیامت مین بھی اوسکا انکار کرونگا اور صاف ظاہر ہی کہ جس حالت مین ایک شخص ایک مذہب رکھتا ہی اور دل سے اوسکو سچا اور حق جانتا ہی پس اگر اوس سے انکار کرے تو کئی گناہون مین مبتلا ہوتا ہی ایک تو جھوٹ بولنا کہ جو حق جانتا اور دل سے مانتا ہی اوسکے خلاف کہتا ہی اور وہ کسی حالت مین درست نہین ہے اور خلاف مرضی خدائے تعالیٰ کے ہی۔

دوم یہ کہ دوسرے لوگون کی ضلالت کا باعث ہی کہ اگر سب ایسا ہی کرین تو دین حق کسی پر ظاہر نہوگا سبکے سب کسی نہ کسی دباؤ سے ایسا ہی کرینگے

سوم اوسکے سچے ایمان کا نشان نہین ہی کہ جو شخص امر حق سے بخوف جان یا مال انکار کرتا ہی اوسکا بھروسا خدائے قادر مطلق پر بالکل نہین ہی۔ کیا خدا مین قدرت نہین کہ اگر چاہے اِس بلا کو اوس سے دور کردے اور کیا اوس شخص کو ضرور نہین ہی کہ اگر خدائے تعالیٰ کی مرضی یہی ہی کہ وہ اِس بلا مین مبتلا ہو تو اوسکی رضامندی چاہئے اور اگر جان پر بھی آن بنے تو تصدق راہ خدا مین کرے

متی باب ۱۰ آیت ۳۳

الغرض جو شخص امر حق سے بخوف جان یا مال انکار کرتا ہی بلا شبہہ اوسکا ایمان درست نہیں اور جھوٹا ایمان رکھتا ہی۔ اور نہ وہ مذہب حق ہو سکتا ہی جس مین اسکی اجازت دی ہے۔

اسی واسطے لاکھون مسیحی مقدسون نے اپنی جان عزیز تک دین مگر دین مسیحی سے انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا۔ اور بلاشک وہ سچے ایماندار اوس پاک نیک حکم پر مستحکم رہی کہ تم اُنسے خوف نہ کرو جو صرف جسم کو ہلاک کرتے ہین مگر اوس سے ڈرو جو جسم و جان دونون کو جہنم میں ڈال سکتا ہی۔

اس طور بیشمار مسیحون نے ہر ایک مصیبت اور بلا طرح طرح کی سہین۔ کوڑے زنجیرین بیڑیان قید خانے جلا وطنی قتل ہونا مارے جانا جلایا جانا درندون کا لقمہ ہونا سنگسار ہونا مثل مشعل رال اور تیل مین رکھکر جلنا وغیرہ سب قسم کی ایذا اور تکلیف کی برداشت کی مگر دین متین سے اور خداوند مسیح کا انکار نہ کیا اور اس طور مذہب مسیحی کی حقیقت ثابت کرکے اس دنیا سے باایمان سدھارے+

اَی میرے عزیز دوستو۔ تمام روے زمین پر شہیدونکی نامدار فوج مسیحی سو رہی ہی جنھون نے مذہب مسیحی کی سچائی ہر طرح کی مصیبت اور بلاؤن کی برداشت سے ظاہر کی اور اوسکی صداقت کی شہادت اپنے بیش بہا خون سی لکھی۔ اور اس طرح شادان و فرحان باایمان اس جہان گذران سے گئے اور اونکی

ارواحِ مقدسہ خداوند ذوالجلال کے حضور قدوس قدوس قدوس رب الافواج پکارتی ہین

مگر اب ملاحظہ کیجئے کہ قرآن میں اجازت دی ہی کہ اگر کسی کا دل تو اسلام کی تصدیق کرتا ہے اور ایسی تکلیف مین پڑے تو اسلام سے انکار کر دینا روا ہی اور احادیث سے بھی دریافت ہوتا ہی کہ محمد صاحب نے حکم دیا کہ بخوف جان کلمہ کفر کہدینا جائز ہی اور شیعون کی روایات کے بموجب ایسی حالت مین بخوف جان صرف جائز ہی نہین بلکہ بہتر اور افضل ہی کہ اسلام سے انکار کر دیوے اور کلمہ کفر کہے

ای بھائیو آپ ہی اپنے دلون مین انصاف کرین کہ کیا سچ ہی اور کیا جھوٹ کونسا خدا کا حکم ہی اور کونسا انسانی کلام ہے۔

اور کیا ہو سکتا ہی کہ خدا (جو اپنی ذات سے اصدق الصادقین ہی اور اسکا اقتضاے ذاتی ہی کہ انسان بھی سچ بولین) آپ ہی جھوٹ کہنے کی اجازت دیوی اور جھوٹے لوگ طیار کرے؟ کیا ممکن ہی کہ وہ خداے قدوس (جو اپنے پاک و نیک اور سچے دین کو تمام دنیا مین پھیلانا چاہتا ہی اور اپنے دیے ہوئے راستی کی صداقت ظاہر کرنا چاہتا ہی) وہ اوسکی صداقت اس طرح ظاہر کرے کہ ایمانداروں کو اجازت یا حکم دیوے کہ بخوف جان سچے دین سے انکار کر لیا کرو اور اپنے نبی کو جھوٹا بتلا دیا کرو۔

کسی کے خیال مین آسکتا ہی کہ وہ خداے برحق (جو اپنی ذات و صفات سے سچا اور غیر متغیر ہی) ایک وقت تو اوسکو اپنے پاک دین کی صداقت اور راستی

کا ظاہر کرنا یہان تک ضرور معلوم ہوا کہ اپنے برگزیدہ رسولون اور ایمانداروں کو
حکم دیوے کہ سب طرح کی تکلیف سہو اور دُکھ اوٹھاو حتی کہ گوناگون عذاب و
عقوبت دنیاوی کے ساتھ اپنی عزیز جانون تک دیدو مگر سچے دین کا انکار ہرگز
نہ کرنا بلکہ اقرار کرو اور کسی انسان سے خوف نہ کرو جو حق ہو وہی کہو۔ اور ایک وقت
ایسا آیا کہ وہی خدا سچائی اور راستی اور دین حق کے اظہار کو یہان تک حقیر جانے
اور اُن تمام شہیدون کے بیش بہا خون کو جس سے روئے زمین سرخ ہے
ایسا ناچیز سمجھے کہ جھوٹ بولنے کی اجازت دے اور مذہب حق کا انکار روا
جانے اور ایمانداروں کو اوسکا حکم دیوے۔
کیا خدائی بدل گئی۔ ہرگز نہین بلکہ صاف صاف ظاہر ہے کہ قرآن و
حدیث خدا ے اصدق الصادقین کی طرف سے نہین۔ ایسے حکم صرف
انسان پرعصیان کے ہین۔
(۲) یہ ظاہر ہے کہ راستی اور سچائی انسان کو نہایت ضرور ہے کیونکہ یہی خدا ے
صادق کی صفت کاملہ کا عکس و نمونہ ہے اور انسان کے کمال کا نشان ہے۔
جو سچا نہین اوسکی کسی بات اور قول و فعل کا اعتبار نہین صداقت و
راستی ہی پر اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے۔
پس کتاب مقدس مین جابجا مرقوم ہے کہ ہر آدمی قول و فعل میں سچا ہووے۔
ایک جگہ بھی اجازت نہین دی کہ آدمی کسی حالت مین جھوٹ بولے بلکہ صاف صاف

ارشاد کیا ہی کہ جو جھوٹ بولتا ہی ملعون ہی۔

مگر احکام محمدی مین جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہی۔ چنانچہ ایک امر تو اوپر مذکور ہوا جو قرآن و حدیث مین مذکور ہی۔ اُسکے سوا اسے احادیث مین اور بھی کئی جگہہ خلاف گوئی اور جھوٹ بولنے کو جائز رکھا ہی جسکو ضرورت ہو کتب مذکورہ کو دیکھ لے کہ نقصان دین و ایمان و زیان جان و مال و عزت و آبرو کے خوف کے مارے اور دو مسلمانون مین صلح کرانے کے لیئے اور جنگ مین دشمنون پر فتح پانے کے واسطے اور جورو کو راضی کرنے کے لیئے وغیرہ جھوٹ بولنا درست ہی بلکہ وہ جھوٹ ہی نہین + اور سُنیوں کے مسائل اکراہ اور شیعوں کے مسائل تقیہ قابل غور ہین —

اب ای بھائیو مین اس بات مین کیا لکھون اور کیا کہون آپ ہی صاحب انصاف کرین کہ بھلا ممکن ہی کہ خدا اے برحق و صادق خلاف اپنی پاک ذات کے ایسے ناپاک کامون کی اجازت دے۔ بھلا کسیکے خیال مین آسکتا ہی کہ وہ اصدق الصادقین اپنے بندون کو جھوٹ بولنے کی اجازت یا حکم دیگا اونکا بلکہ خود اپنا اعتبار کھو دے کیا ممکن ہی کہ چار ہزار برس تک تو خدا راستی اور سچائی کو ایسا ضرور اور لابد جانے کہ ایسا حکم ناطق فرما دے کہ ہرگز کسی حالت مین جھوٹ نہ بولنا اور ارشاد کرے کہ جھوٹا ملعون ہی اور اب آخر زمانہ مین وہی راستی کو ایسا حقیر اور ناچیز جانے کہ کیسی چھوٹی چھوٹی باتون کے واسطے اس دنیاوی تھوڑے نفع یا دفع مضرت یا خواہش نفسانی کے لیئے دروغگوئی کی اجازت دے۔ تعالی اللہ عما یصفون —

(۴) ہر شخص جانتا کہ اگر آقا کے دو نوکر ہوں ایک تو وہ جسکو آقا اپنا حکم بتلا دے اور وہ نوکر بخوبی تمام اُسکی مرضی اور حکم کو جانتا اور سمجھتا ہو اور اوسکے منشا سے اچھی طرح واقف ہو اور دوسرا وہ جو اُسکے احکام اور مرضی سے جیسا چاہئے خوب واقف نہو پس فرض کرو دونوں ایک ہی کام خلاف مرضی اپنے آقا اور مالک کے کریں تو اُن دونوں میں کونسا زیادہ سزا کے لائق ہی۔

بلاشبہہ وہی جو اپنے آقا کی مرضی بخوبی پہچانتا ہی اور جسنے کماہی اوسکے احکام کی آگاہی پا کر تقصیر کی وہ عدولحکمی اور نافرمانی کی بڑی سزا پائیگا کہ اُسنے عمداً جان بوجھکر اپنے مالک اور آقا کی سرتابی و نافرمانی کی۔ مگر دوسرا نوکر اس سبب سے کہ وہ نوکر ہی اور فی الجملہ اپنے مالک کی مرضی بھی جانتا تھا سزا پائیگا مگر اِس وجہ سے کہ بخوبی اُسکی مرضی سے مطلع نہ تھا اور اُسکے احکام خاطر خواہ نہ سمجھتا تھا معذور ہی اِس واسطے اوس اول نوکر کی برابر سزا کے لائق نہیں ہی۔ صدہا مثالیں اسکی اور بھی ہیں جو روزمرّہ ہمارے برتاو میں ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ نا واقفیت و لاعلمی عذر ہی۔

اسی واسطے انجیل مقدّس میں ارشاد ہوا ہی کہ جو لوگ کلام الٰہی اور احکام رّبانی سے واقف نہیں ہیں اور گناہ کرتے ہیں وہ کم سزا پاوینگے مگر جو کلام اللہ پاکر اور جان بوجھکر سرتابی کرتے اور مرتکب گناہ ہوتے ہیں وہ زیادہ سزا پاوینگے+ پس یہ حکم بلاشبہہ خدا ے عادل کا ہی جسکے روبرو کسی کی طرفداری

نہین ہی۔ اوسنے صاف صاف ارشاد کیا ہی کہ غیر قومون کے لوگ جو کلام اللہ اور احکام الہی سے واقف نہین ہین وہ اس جہت سے سزا کے لائق ہین کہ وہ شریعت الہی اپنے دلون مین منقوش پاتے ہین خداے تعالی کے اعمال بد و نیک کی سمجھ اونکو بھی دی ہی۔ اونکے دل احکام و مرضی الہی کو بتلاتے ہین پس جبکہ انھون نے اوس شہادت دلی کے خلاف خدا کی نافرمانی کی اس وجہ سے سزا پاوینگے۔ تاجن لوگون کے پاس علاوہ شہادت دلی کے کلام الہی بھی موجود ہی جسکے ذریعہ وہ خداے تعالی کی پاک اور نیک مرضی بخوبی پہچانتے ہین مگر اپنی بدذاتی اور شرارت سے باز نہ آکر گناہ کرتے اور نافرمان ہوتے ہیں وہ بے ایمانون سے بدتر ہین اور بھاری سزا پاوینگے۔

مگر قرآن و حدیث اسکے خلاف تعلیم دیتے اور محمدیوں کی طرفداری اور خاطر سے خلاف عدالت اور برعکس انصاف حکم دیتے ہیں کہ کلمہ گو چاہے کیسا ہی فاسق فاجر بدکار ہو وہ یا تو بلا حساب و کتاب یا محمد صاحب کی شفاعت وغیرہ سے نجات پائیگا۔ جسنے کلمہ پڑھا ہی اوسپر آتش جہنم حرام ہی۔ کلمہ گویون مین سے کوئی شخص ہمیشہ دوزخ مین نرہیگا چاہے کیسا ہی گنہگار ہو۔ مگر جسنے کلمہ نہین پڑھا غرض دوسرے مذہب والے کیسے ہی کیون نہون بلاشبہ ابدی عذاب جہنم مین گرفتار ہونگے۔

(۴) ہر انسان کا دل گواہی دیتا ہی کہ خداے تعالی ہمارا خالق و رازق و

مالک ہی جو اپنی ذات و صفات مین تمام نیکیون اور خوبیون سے معمور اور جملہ بدیون سے دور اور پاک ہی اسی واسطے وہ باقتضاے پاکی و نیکی خود چاہتا ہی کہ اسکی ہر ایک تمیز دار مخلوق بھی پاک اور نیک ہوں پس خداے تعالی کا فرض ہی کہ ہر انسان اپنے جملہ اقوال و افعال و افکار مین پاک و نیک ہووے۔ اسی واسطے کلام مقدس مین جا بجا ارشاد ہوا ہی کہ تم پاکی و نیکی مین کامل ہو جیسا خداے تعالی کامل ہی۔ الغرض انسان پر فرض عین ہی کہ اپنی تمام رفتار و گفتار و تصورات دلی مین کمال حاصل کرے عبادات مین ہو یا معاملات مین حتی کہ انجیل مقدس مین ارشاد ہوا کہ اگر کوئی شخص نیک کام کرنے کی طاقت و استطاعت رکھتا ہو اور نہ کرے تو وہ بھی گنہگار ہوتا ہی۔ [illegible]

مگر شرائع محمدی کے بموجب سواے چند اقوال و افعال مخصوصہ کے فرض نہین ہی اوس سے زیادہ کرے تو ثواب ہی اور نہ کرے تو عذاب نہین ہی۔ اور افکار مذمومہ دوردلی خیالات فاسدہ اور ناپاک تصورات پر حساب نہین۔ امت محمدیہ کو معافی آگئی ہو۔

ای عزیز دوستو انصاف کرو۔ کیا ممکن ہی کہ خداے قدوس سبحان جو اپنی ذات و صفات سے پاک و نیک ہی اور انسانون کی پاکی اور نیکی چاہتا ہی وہی ایسا حکم دے۔ کسی کے وہم مین بھی آسکتا ہی کہ ایک وقت خداے تعالی آدمیونکو یہانتک کامل کرنا چاہے اور قطعی و حتمی حکم دیوے کہ ہر انسان کو اپنے تمام اقوال

و افعال و افکار سے پاک و نیک ہونا چاہیئے اور اُسکے بعد پاکی و نیکی کو ایسا بیکار و فضول جانے کہ صرف چند اقوال و افعال ہی کو لوگون پر فرض ٹھہرا دے اور خیالات و وساوس دلی پر محاسبہ نہ کرے ؛

(۵) ظاہر ہی کہ آقا اور حاکم اور مالک کے تمام حکم واجب التعمیل ہیں جو وہ اپنے غلام اور محکوم و مملوک کو فرما دے - اگر کوئی غلام یا محکوم یا مملوک ایک حکم کو بھی ٹالدے اور بجا نہ لاوے تو مجرم اور نافرمان متصور ہوگا - مثلاً ایک خاوند نے اپنے نوکر کو دو کام کرنے کا حکم دیا تو بلا شبہہ اُس نوکر پر دونون کی تعمیل خاطر خواہ واجب ہے فرض کرو کہ اُسنے ایک کام کیا اور دوسرا بجا نہ لایا تو اِس حالت مین بلا ریب وہ نوکر نافرمان اور عدول حکم اور مجرم ٹھہریگا اور مستحق سزا ہوگا ؛

پس اسیطور سے جملہ احکام الٰہی اور تمام شریعت خدا ے تعالیٰ کی جو تمام آقاؤن کا آقا اور سب حاکمون کا حاکم اور جملہ مالکون کا مالک اور سارے پادشاہون کا شہنشاہ اعظم و سلطان اکرم ہے واجب التعمیل اور فرض ہی ؛

اگر کوئی ایک حکم خدا کا بجا لاوے اور دوسرے کو ٹال دے تو ضرور بالضرور وہ مجرم اور قصوروار اور خدا کا نافرمان اور سزا کا مستحق ہے - کیونکہ سب حکم خدا کے ہین سب کی تعمیل اسپر واجب ہی مگر اُسنے اُسکا ایک حکم مانا اور دوسرے کو بجا نہ لایا اور سرتابی کی ؛

اسی واسطے انجیل مقدس مین ارشاد ہوا کہ جو کوئی ساری شریعت کو ماننے

پر ایک بات مین قصور کرے وہ سبھون کا مجرم ہوا کیونکہ جسنے کہا زنا مت کر اُسنے یہ بھی کہا کہ خون مت کر پس اگر تو زنا نہ کرے پر خون کرے تو تو شریعت کا متعدی ہوا:

مگر قرآن وحدیث اِسکے بالکل برخلاف تعلیم دیتے اور سکھاتے ہین چنانچہ اُنکے تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان بہت سے گناہ کرے اور خدا کی نافرمانیان کرے لیکن اگر ایک فلانا حکم مانے تو سب قصور اُسکے معاف ہوجاتے ہین:

جیسا کہ حج کے باب مین مسطور ہے کہ مسلمان آزاد شخص پر جو استطاعت رکھتا ہو فرض ہے کہ عمر مین ایک بار بجالاوے مگر سواے حج کے اور بھی کئی فرض مقرر ہین جنکو بجا نہ لاوے تو انسان گنہگار ہوتا ہے:

مگر لکھا ہے کہ جو حج کرتا ہے اُسکے تمام پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہین اور وہ تمام ناپاکیون اور بدیون سے پاک ہوجاتا ہے + ایسا ہی کچھ ہجرت کے باب مین وارد ہی علی ہذا القیاس وضو کرنا نماز کے واسطے فرض ہے کہ بدون اُسکے نماز درست نہین - مگر اُسکی یہان تک تعریف ہے کہ وضو اگر آدمی اچھی طرح کرے تو سارے اُسکے جسم کے گناہ ناخن کے نیچے تک کے دھل جاتے ہین - اسی طور بہت سی درود و وظائف اور کئی قسم کے اعمال وافعالون کی نسبت لکھا ہی کہ فلانے حکم بجالانے سے انسان کے بیشمار گناہ معاف ہوتے ہین اگرچہ سمندر کے جھاگون کی برابر شمار مین ہون:

اسی طور وہ قصّہ بھی قابل غور ہی جو کہا گیا ہے کہ قیامت کے روز ایک نمازی

جائیگی جسمین بندون کے اعمال تولے جاوینگے جسکی نیکیون کا پلہ بھاری ہوگا وہ نجات پائیگا؛ اور میزانِ عدالت بھی ایسی ہوگی کہ مسلمانون کی ایک نیکی دس شمار کیجاوینگے اور بدی صرف ایک کی ایک ہی محسوب ہوگی ؛ —

بھائیو ذرہ اپنے دلون مین سوچیے اور انصاف کیجیے کہ بھلا کس طور پر ممکن ہے کہ ایسے احکامات کو خداے قدوس وسبحان وعادلِ حقیقی کی طرف منسوب کرین کیونکر ممکن ہے کہ ایک وقت تو خداے تعالیٰ اپنی ذاتی پاکی اور نیکی کے اقتضا سے انسان کو اِس درجہ کمال کو پہونچاوے اور بالکل پاک ونیک ہونا اونپر فرض ٹھہراوے کہ اگر کوئی شخص ایک حکم کو بھی بجا نہ لاوے گا تو سب کا مجرم ہوویگا اور پھر اوسکے بعد وہی خدا جلشانہٗ اپنی قدوسیت اور ذاتی پاکی ونیکی کے خلاف ایسا حکم دے اور اپنے پاک ونیک حکمون کو یہانتک ناچیز جانے کہ فرما دے کہ اگر ایک ہی حکم کو کوئی بجا لاوے تو اوسکے ذریعہ اوسکے سب گناہون کو معاف کر دونگا و غیرہ

چھٹا اختلاف۔ ہر عاقل ودانا پہ آشکار ہے کہ ایمان لانا اور دین کا قبول کرنا صرف رغبتِ دل اور رجوعِ قلب پر منحصر ہے۔ جبتک کسی کا دل نہ پھرے اور دینداری کی محبت پیدا نہو وہ ایماندار اور دیندار نہین ہوتا ہے۔ مگر رغبتِ دل اور رجوعِ قلب ہرگز ہرگز بزور وزبردستی واکراہ حاصل نہین ہوسکتے ہین۔ بلکہ جبر وظلم وزبردستی حقیقی ایمان اور محبت کے مانع ہوتے اور دل کو ہٹا دیتے ہین ؛

لہذا بالبداہت ظاہر وآشکارا ہے کہ کوئی شخص بجبر واکراہ وظلم وزبردستی ہرگز ہرگز

ایماندار نہین ہو سکتا ہی نہ کسی دین یا کتاب یا نبی کو بدل حق مان سکتا ہی۔ بنا بر علیہ خداے تعالی ابھی ایسا حکم کبھی نہ دیگا اور نہ دیا ہی کہ زبردستی کسی دین یا کتاب یا نبی کو منوا دے۔ وہ تو اپنے بندون سے حقیقی ایمان اور دلی محبت چاہتا ہی۔ پس کیا وہ آپ ہی اُنپر ظلم اور زبردستی کریگا۔ جسمین علاوہ جبر واکراہ کے امر مطلوب و مقصود یعنی سچا ایمان حاصل ہونا محال ہی۔ اسیواسطے انجیل مقدس مین جہاد کرنے کو حکم یا اجازت نہین دی بلکہ فرمایا کہ وعظ و نصیحت و تعلیم و ہدایت کی راہ سے لوگون کو خدا کی راہ تبلاؤ اور راہ راست پر لاؤ۔ اور حکم ناطق فرمایا کہ غیری قوم اور بے ایمان لوگ اگر تمکو ستادین اور تکلیف دین تو برداشت کرو۔ اپنے دشمنون کو پیار کرو جو تمپر لعنت کرین اونکے واسطے برکت چاہو جو تمسے کینہ رکھین اُنکا بھلا کرو جو تمہین دُکھ دین اور ستادین اونکے لیئے دعا مانگو۔

مگر قرآن و حدیث اسکے برخلاف حکم دیتے اور گویا خاص الخاص کافرون اور اسلام و محمد کے منکرون پر جہاد کرنے اور سختی و تشدد کرنے کی تعلیم سکھانے کو آتے تمام قرآن مین جہان تہان اور حدیثون مین بھی بکثرت جابجا یہی ذکر و فکر ہی کہ ای محمد اور مسلمانون تم اونسے مقابلہ کرو تاکہ فتنہ باقی نرہے اور دین بالکل خدا ہی کا ہو جاوے۔ یا تو وہ مسلمان ہو جاوین نہین تو تم اونکو قتل کر ڈالو۔ اور جو لوگ اسلام سے پھر جاوین اُنھین پکڑو اور قتل کرو جہان پاؤ وغیرہ۔

غرض کہان تک لکھا جاوے قرآن و حدیث ایسے ہی احکامات سے بھرے

ہین کہ بزورِ شمشیر زبردستی لوگون کو مسلمان کرو قرآن اور محمد کو منواؤ مجبور و مقہور کرکے مسلمان بناؤ - چنانچہ اسی وسیلہ سے محمد صاحب اور اونکے خلفانے دینِ اسلام کو پھیلایا پس زورِ شمشیر اور لشکر کشی اور مسلمانون اور کافرون کو بھی ترغیب و تحریص دیکر آمادہ جہاد کرکے دوسرے کافرون پر چڑھائی کرنا یہی دلیل حقیقتِ اسلام قرار دیگئی کہ جو شخص دینِ اسلام قبول کرنے سے انکار کرے اُسکا خون حلال ہے وہ ہرگز قابل رحم نہین - بلکہ آگ مین جلانا اور ہرگونہ ایذا و تکلیف دینا موجبِ حسنات و مفاد دنیا و ثوابِ عقبیٰ قرار دیا گیا - اونکا مال و متاع لوٹ لینا زن و بچہ اسیر و دستگیر کرکے لونڈی غلام بناکر باعثِ شیوع دینِ اسلام و موجبِ رضاے الٰہی سمجھا - چنانچہ مفصل حال اسکا کتب سیر اسلام مین مندرج ہے ؛

آب اے عزیز دوستو انصاف کرو اور غور فرماؤ کہ کیا ممکن ہے کہ خداے رحیم الرحمان جو بندون کی بھلائی اور بہتری چاہتا ہے وہ اپنی رحمت و شفقت اس طرح ظاہر کرے کہ اونکے قتل کرنے اور دُکھ دینے اور اونکے بال بچون کو لونڈی غلام بنانے کا حکم دیوے ؛

کیا ممکن ہے کہ کسی کا دل اس زورِ شمشیر اور ایسے ظلم کو دیکھ کر راغب ہوگا اور وہ باور کریگا کہ دینِ اسلام اور محمد برحق ہین ؛

بھلا فرمائیے جس کتاب مین ایسے احکام ہون اور جس نبی کا یہ طریقہ مسلمان کرنیکا ہو تو ممکن ہے کہ کوئی ایسی کتاب اور ایسے نبی پر ایمان لاوے اور انکو بدل سچا جانے اور مانے

ہرگز نہین تاریخ اور کتب سیر مثل فتوح الشام وابوالفدا وغیرہ کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہی کہ جو لوگ اپنے دین پر مستحکم تھے یا تو اُنھون نے جلاوطنی اختیار کی اور اپنی جان اور اپنا ایمان بچایا۔ یا جزیہ دیکر اپنا پنڈ چھڑایا۔ یا اپنی جانین دین اور مذہب اسلام قبول نہ کیا ؛

بعضے جو دنیا دار اور اپنے دین مین خام تھے بجبر واکراہ اقرار لسانی یا سکوت سے مسلمان ظاہر ہوئے۔ مگر جب جب اونکو موقع ملا فوراً منحرف ہوگئے اور اسلام سے پھر گئے۔ خود محمد صاحب کے وقت مین ایسا اتفاق ہوا اور اونکے فوت ہونیکے بعد کا حال تو سب پر ظاہر ہی کہ مسلمانون کا کیا حال ہوا از حدیث عائشہ ملاحظہ ہو جس سے دریافت ہوتا ہی کہ بجز چند اشخاص کے سبکے سب ترّی بھری ہوگئے بھیڑون کی مانند اپنی اپنی راہ لے گئے اور اسلام سے منحرف ہوگئے۔ آخر کو ابوبکر نے مار مار کر پھر جمع کیا ؛۔

اسکے سوا یہ بھی قرآن وحدیث کے ملاحظہ سے بخوبی معلوم ہوتا ہی کہ بلاشبہہ بہت سے لوگ بطمع مال ومتاع یا بخوف جان مسلمان ہوگئے تھے مگر فی الواقع منافق تھے اور اگر شیعون کی روایات پر اعتبار ہو تو معلوم ہوتا ہی کہ بجز چند شخصون کے سبکے سب مسلمان خلیفون اور سجادہ نشینون اور اصحاب اور عشرہ مبشرہ تک بالکل منافق اور دل مین کافر تھے ؛

الغرض دین اسلام جاری کرنیکے یہ یہ وسائل تھے جو اوپر مذکور ہوئے

جنمین سے سب سے بڑا وسیلہ جہاد اور زبردستی سے مسلمان کرنا تھا کہ جبراً و قہراً لوگ کلمہ گو بنجا وین اور دینِ اسلام اور قرآن و محمد کو سچا ظاہر کرین ؛

پس ای بھائیو کتاب مقدس سے تو ظاہر ہوتا ہی کہ خداے تعالیٰ نے کسی وقت کسی نبی کی معرفت ایسا حکم جاری نہین کیا کہ بے ایمانون اور کافرون کو زبردستی اور جہاد کر کے بار بار کر کے خدا کے حکمون کو منواؤ اور دیندار بناؤ۔ بلکہ سب نبیون نے بحکمِ الٰہی و ہدایتِ ربانی وعظ و نصیحت و تعلیم و تلقین فرمائی اور محض کلام اللہ کے ذریعہ لوگ ایمان لائے۔ اور یہ بھی کہ جو بمحبتِ دل و رغبتِ قلب ایمان لاتا ہی وہی ایمان دار و دیندار محسوب ہوتا ہی نہ جبر و زبردستی سے زبانی اقرار کرنیوالا ؛۔

مگر قرآن و حدیث کے احکامِ جہاد اِسکے برخلاف ہین اور دین اسلام زور و زبردستی سے منوایا گیا۔ آپ ہی صاحب انصاف کرین کہ کیا حق ہی اور کیا باطل

بعض علماے محمدی نے اُس جدال و قتال کو جو حضرت موسیٰ و یوشع وغیرہ انبیاے بنی اسرائیل نے بحکمِ الٰہی کنعانیون کے ساتھ کیا تھا جہاد تصور کر کے لکھا ہی کہ جیسا کنعانیون کا قتل کرنا انبیاے بنی اسرائیل کو حلال تھا ویسا ہی محمدی دین مین جہاد کا حکم مسلمانون کو تمام کافرون اور منافقون پر ملا ہی ؛

مگر محمدیون کے جہاد و بنی اسرائیل کے جدال و قتال کو جو اُنھون نے کنعانیون کے ساتھ کیا تھا یکسان جاننا یا تو باعث اِسکا ناواقفیت ہی کہ کتاب مقدس کے مطالب کو نہ سمجھکر ایسا خلاف امر لکھتے ہین۔ یا صرف تجاہل ہی کیونکہ

بوجھکر ایسا دہوکھا نادانون کو دینا چاہتے ہین ۔
اسواسطے کہ خداے تعالیٰ نے تمام کتاب مقدس مین کسی مقام پر حضرت موسیٰ یا یوشع یا داؤد یا سلیمان وغیرہ کسی نبی کو نہین فرمایا کہ تم کنعانیون کو دعوت ایمان کرو اگر نہ مانین تو اونھین قتل کرو ۔ یا یہ کہ یا تو وہ توریت کو مانین وگرنہ قتل کرو ۔ ایک کنایہ یا اشارہ بھی کسی جگہہ نہین ہی کہ کسی کو زبردستی جبراً و قہراً دیندار بناؤ اور اپنی کتاب یا نبی کو منواؤ ۔ حاشا وکلا کہ ہرگز کسی نبی کی مراد اور مدعا یہ نہ تھا کہ بزور شمشیر بخوف جان و مال دلاکر کسی کو دیندار بنا دے یا اپنی کتاب کو منوا دے بلکہ جب جب انسان اپنے خداے منان کے نافرمان ہوتے اور انواع واقسام قصور و عصیان کرتے یہان تک کہ پیمانۂ گناہ اُنکا لبریز ہو جاتا ہی حتی کہ خداے قدوس و غیور کی نظر عدالت مین اونکا نیست و نابود کرنا لازم و مناسب ہوتا ہی اوسوقت وہ اپنا قہر اُنپر نازل کرتا ہی جیسا کہ حضرت نوح کے وقت جو لوگ تھے سواے چند شخصون کے باقی سب کے سب اپنے بداعمال و بدکرداری کے باعث مورد غضب الٰہی ہوکر طوفان مین ہلاک ہوئے ۔ پھر سدوم و عمورا پر آگ اور گندھک کے برسنے کا حال بھی جیسا ہوا معلوم ہی وغیرہ ؛
پس اسیطور جب کنعانی اپنی شرارت اور بدی مین بڑھ گئے اور ہر گونہ انواع و اقسام کے گناہون اور نافرمانیون مین زیادتی کرنے لگے اور اپنے خداوند خدا سے باغی و سرکش و نافرمان ہوئے کہ بباعث اپنی گنہگاری اور بتکاری

کے خدائے تعالیٰ کی رحمت سے دور و مہجور اور مستحق غضب الٰہی و لائق سزا ہوئے

اسواسطے خدائے جلشانہ نے اُنکی بداعمالی اور بدکرداری کے سزا دینے اور

نیست و نابود کرنیکے لیئے بنی اسرائیل کو حکم فرمایا کہ سب کو قتل کر ڈالین اور سے

جنگ و جدل کر کے فنا کر دین۔ چنانچہ حضرت موسیٰ و یوشع وغیرہ انبیاے کرام

نے انکو نیست و نابود کر دیا؛

پس یہ جدال و قتال ایک غضب الٰہی تھا اور قہر خدا جو کنعانیون پر انکی

بداعمالی اور بدکرداریون کے باعث نازل ہوا جیسا کہ توریت مین کئی جگہہ اسبات

کو ظاہر فرمایا ہے۔ کنعانیون کے واسطے بنی اسرائیل مثل آب طوفان اور گندھک

اور آگ کے تھے؛

مگر کبھی ہرگز ہرگز اِس جدال و قتال کی نسبت کسی نبی کی معرفت خدا نے

ایسا نہین فرمایا کہ اگر کنعانی ایمان لادین یا توریت کو مانین یا حضرت موسیٰ یا یوشع

وغیرہ کو رسول اللہ کہین تو اُنکو معافی ہے؛

پس ظاہر ہوا کہ جہاد محمدی کو جدال و قتال بنی اسرائیل سے کچھ مناسبت

اور مشابہت نہین ہے۔ مجرم اور مفسد کو سزا دینا انصاف ہے مگر کسی کو زبردستی

بزور شمشیر کسی کتاب یا نبی کو منوانا اور اقرار کرانا ظلم ہے۔ فتامل؛

ساتوان اختلاف۔ پُر ظاہر ہے کہ آدمی کی روح جو عبادت الٰہی کیواسطے

مخلوق ہوئی ہے وہ روحانی خوشحالی کی طالب اور محض محبت خدا اور اسکے قرب

درضامندی سے خرسند دارجمند ہوتی ہی۔ نہ جسمانی ونفسانی وشہوانی خواہشون فلپیون ۳-۲۱ ۹
اورعیش وعشرت دنیاوی سے ؛ + اول قرنت
چنانچہ کتاب مقدس مین اون برگزیدہ لوگون کے حالات مین مرقوم ہی جو ایمان ۱۵-۴۲ سے ۴۴ تک
حقیقی خداوند یسوع مسیح کے وسیلے جنت مین داخل ہونگے اور جنتی ہونگے کہ +
خداوند مسیح (اپنی قدرت کی تاثیر کے مطابق جس سے وہ سبکو اپنے تابع کرسکتاہی زبور ۱۶-۱۱
ہمارے خاکی بدن کی صورت کو بدلکر اپنے جلالی جسم کی مانند بنا دیگا)۔ اور یہ کہ دانیال ۱۲-۲ +
ایماندار مسیحی (فنا مین بو یا جاتا ہی اور بقا مین اٹھیگا ؛ بیحرمتی مین بو یا جاتا ہے اور متی ۱۳-۴۳ و اول قرنت
جلال مین اٹھیگا۔ کمزوری مین بو یا جاتا ہی قدرت مین اٹھیگا۔ حیوانی بدن مین ۲-۹ + ایضاً ۱۳-۱۲ +
بو یا جاتا ہے اور روحانی بدن مین اٹھیگا) اور کئی مقامون کے ملاحظہ سے معلوم اول پطرس
ہوتا ہے کہ ایماندار مسیحی جب عالم بقا مین پہونچیگا تو وہان سب دکھ درد اور نقص و ۱-۴ + مکاشفات
قصور سے دور ہوکر کامل اور خوشحال ہوگا۔ اور مقدور بھر خداشناسی حاصل کریگا ۷-۱۶ و ۱۷ +
اور خداے تعالے کو دیکھیگا اور اُسکی حضوری اور قرب حاصل کریگا اور ہمیشہ خداوند ایضاً ۱۴-۱۳ +
مسیح کے پاس رہیگا۔ اور ایسی نیکبختی اور سعادت اور جلال اور عزت پاویگا جو عقل اول یوحنا ۳-۲ وغیرہ
وفہم سے بیرون اور تحریر وتقریر سے افزون ہی قرب الٰہی اور کامل محبت خدا اور عرفان
حقیقی اور عبادت خالصہ اور رضاے مولا یہ سب مدارج ومعارج اوس کو حاصل
ہون گے ؛

پھر لکھا ہی کہ اہل جنت نہ بیاہ کرتے نہ بیاہے جاتے ہین کیونکہ وہ فرشتون کی

ملتند ہین - اور یہ کہ وہان کھانا پینا نہین بلکہ راستی و سلامتی اور روح القدس
سے خوشوقتی ہی ÷

مگر قرآن و حدیث مین اسکے خلاف خبرین ہین - بہشت کو مجازی اور جسمانی
و نفسانی خواہشون کا مکان بیان کیا ہی کہ وہان پانی اور دودھ اور شراب کی
نہرین ہین جو پینے والون کو مزہ دیتی ہین - اور مصفیٰ شہد کی نہرین ہین اور انواع
و اقسام کے میوے اور شراب و کباب اور پیالے اور جڑاؤ مسندین اور حور و غلمان
اور طرح طرح کے میوہ جات اور پرندونکا گوشت جو اونکا جی چاہے اور موتی سے
حور العین اور پرہیزگار عورتین کہ جنھے اونکو خاص طور پر پیدا کیا ہی باکرہ اپنے
شوہرون کی محبوب اور ہمعمر اور ایسی حورین جو صرف اپنے شوہرون کی طرف
متوجہ ہوتی ہین اور اونکے شوہرون کے سواے کوئی انسان یا جن اون
تک نہین پہونچا - اور عیش و عشرت کے مکان انگور کے باغ اور انار پستان جوان
اور لبالب پیالے ÷

انکے سواے حدیثون اور تفسیرون مین اور بہت سی باتین لکھی ہین جنکے
لکھنے اور کہنے مین بھی نہایت شرم و حیا آتی ہی - اسلیئے اتنے ہی پر اکتفا کیا گیا ÷

الغرض بموجب تعلیم قرآن و حدیث کے سعادت آخروی یہی ہی جسمانی نفسانی
شہوانی خواہشون کا پورا ہونا کہ جو آدمی کی خواہش ہو وہان موجود ہو جاتی ہی -
اور عیش و عشرت و جملہ لذائذ و حظ انفاس حیوان کے جن پر آدمی کی ناپاک خواہش

گناہ مین آغشتہ ہوکر راغب ہوتی ہی وہان ملتی ہین:

ای عزیز دوستو غور فرمایئے کہ ایسی آیتون اور حدیثون کے پڑھنے اور سننے والون کی نفسانی خواہشین کسقدر متحرک نہوتی ہونگی اور اونکے مزاج اور طبیعت اونکی طرف کسقدر مائل نہوتی ہونگی۔ پس کیا ممکن ہی کہ خدا ے قدوس سبحان جو اپنے بندون کی پاکی چاہتا اور جسکو اونکی آلایش دنیاوی و نفسانی شیطانی دور کرنا منظور ہی وہ آپ ہی ایسا کلام کرے اور ایسی نفسانی و شہوانی خواہشون کو متحرک کرے۔ ہرگز ہرگز نہین۔ تعالی اللہ عما یصفون:

اور پھر یہ بھی عرض کرتاہون جیسا اوپر کہا کہ اگر بالفرض کسیکو ایسے مضمون پسند ہون یا ناپسند مگر بالفعل یہ دیکھئے کہ کتاب مقدس مین ارشاد ہی کہ اہل جنت تمام کدورتہاے جسمانی و خواہشہاے نفسانی سے پاک اور بدور اور خدا یتعالے کی محبت و عبادت اور اوسکے جلال و عزت سے معمور اور خداوند مسیح کے حضور خوشحالی روحانی ناآلودہ غیر فانی مین مسرور رہینگے اور وہان کھانا پینا اور بیاہ شادی نہوگی بلکہ مثل فرشتون کے ہونگے۔ مگر قرآن و حدیث حور و قصور شراب و کباب کھانا پینا جیسا اس جہان مین ہی اور جو جو ہوا و ہوس انسان پر عصیان نہان کرتا ہی وہ سب بلکہ اونسے بڑھکر وہان بتاتے ہین۔ فکیف التوفیق۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تابکجا۔

آٹھوان اختلاف۔ حالات آفرینش و قصص انبیاے کرام و اخبارات

دیگر مین بھی اختلافات قرآن وحدیث کے بکثرت تمام ہین۔ کہ اگر کتاب مقدس
کی خبرین حق و درست ہین تو بلاشبہہ قرآن وحدیث کے قصے غلط ہین۔
چند اون مین سے ذیل مین عرض کیئے جاتے ہین۔
(۱) کتاب مقدس مین ارشاد ہی کہ خداے تعالی نے آدم کو ایک دن مین آفرینش
کے چھٹے دن بنایا۔ مگر حدیثون سے دریافت ہوتا ہی کہ آدم کو چالیس دن بلکہ
زیادہ عرصہ مین بنایا۔ فرشتون کو حکم ہوا کہ اُس مٹی کو جو ملک الموت زمین کا کہنا
نہ مانکرے گیا تھا گارا کیا چالیس روز تک اسپر مینہ برسایا ۳۹ روز غم کا پانی اور
ایک روز خوشی کا۔ پھر اُس مٹی کو خشک کیا کہ مثل سفال کوزہ گران ہوئی کہ ہوا
چلنے سے بجتی تھی پھر خدا نے اُس سفال سے آدم کا جسم بنایا؛
(۲) کتاب مقدس کے مطالب سے دریافت ہوتا ہی کہ اُس صانع کامل
نے آدم کو تمام گناہون سے پاک اور نیکیون اور خوبیون سے معمور بنایا یعنی انکو
ایسا پیدا کیا کہ دلی ناپاکی اور خواہشہاے نفسانی اور ہر قسم کی ہوا و ہوس اور
جسم کی کاہلی و سستی سے آزاد اور پاک تھا حتی کہ گناہ کو جانتا بھی نہ تھا بلکہ اپنے
خالق و رازق خداوند خدا کو بدرجہ کمال پہچانتا اور اُسکی محبت بدل و جان کرتا
تھا اور محض اُسی کی رضامندی مین اپنی خوشحالی و سعادت و مسرت سمجھتا تھا
الغرض خداے تعالی نے آدم کو ایسا پیدا کیا تھا کہ اُسکی روح عرفان
حقیقی و محبت الٰہی مین مسرور و محظوظ و سعادتمند ہو کر گویا نقش و تمثال و صورت

صفات کاملۂ الٰہی کی تھی اور وہ اس قابل تھا کہ تمام روے زمین کی مخلوقات پر بہجت و قدرت حکومت و سلطنت کرتے؛

مگر قرآن و حدیث سے دریافت ہوتا ہی کہ آدم کو خداے تعالیٰ نے ضعیف الخلقت اور ناقص بنایا۔ چنانچہ مذکور ہی کہ قبل آفرینش کے جب خدا نے فرشتون سے ارادۂ خلقت آدم بیان کیا تو فرشتون نے کہا کہ کیا تو ایسے کو بنا دیگا جو فساد کرے اور خونریزی کرے۔ پھر جب خدا نے جبرئیل کو زمین پر بھیجا کہ ایک مشت خاک آدم کے بنانے کو لاوے۔ زمین نے خدا کی پناہ مانگی کہ مجھہ مین سے خاک نہ لے کہ اوس مین سے ایک حصہ جہنمی ہوگا۔ چنانچہ وہ بے نیل مقصود چلے گئے پھر خدا نے میکائیل کو بھیجا یہی معاملہ پیش آیا۔ پھر اسرافیل کو بھیجا اون سے بھی زمین نے یہی کلام کیا۔ آخر کو ملک الموت کو روانہ کیا اونھون نے عذر وزاری زمین کی نہ سنی اور ایک مٹھی خاک لے ہی گئے۔ اسی صلہ مین قبض ارواح کی خدمت اونکو عطا ہوئی؛

پھر جب مٹی پر چالیس روز پانی برسایا گیا اور گلابۂ آدم بنایا گیا تو انتالیس روز غم کا پانی برسایا اور صرف ایک روز خوشی کا۔ جسکے سبب آدمی اکثر مغموم رہتا ہی اور کبھی خوش رہتا ہی؛

پھر جب خدا نے مٹی سانی تو پہلے ایک چلو میٹھے پانی کا لیا اور کہا تجھ مین سے رسول اور نبی اور عاشقان خدا کو پیدا کرتا ہون۔ پھر ایک چلو کھاری

پانی کا لیا اور مٹی سانی اور کہا مجھ مین سے ظالمون گنہگارون اور فریبیون اور شیاطین کے ساتھیون کو بناتا ہون ؛

پھر لکھا ہی کہ ہوا و ہوس و شہوت و بلا چالیس روز تک آدم کے گارے مین خمیر کی گئی ہین ؛

اور لکھا ہی آدم تمام روے زمین کی شور و شیرین مٹی سے بنایا گیا لہذا اُسکی اولاد مین سے جسمین شیرین جز غالب ہوتا ہی آخر کو وہ نیکبخت ہوتا ہی اور جسمین شور جز غالب ہوتا ہی وہ آخر کو بدبخت ہوتا ہی۔ پھر لکھا ہی کہ انسان ضعیف اور کچے جی کا اور جلد باز بنایا گیا ہی وغیرہ ؛

الغرض بموجب تعلیم قرآن و حدیث کے معلوم ہوتا ہی کہ خداے تعالیٰ قدوس اور صانع کامل نے آدم کو ناقص و ضعیف الخلقۃ و جلدباز اور کچے جی کا بنایا جسکی سرشت نقص و عیب و گناہ و معصیت اور بدبختی سے تھی اور جو اکثر مغموم و مصیبت زدہ ہے اور کبھی خوش ہو۔ بجنسہ ایسا ہی بنایا گیا جیسا کہ اب انسان دیکھے جاتے ہین ؛

بھائیو غور کرو کہ کس طور ممکن ہی کہ وہ صانع کامل ایسی ناقص مخلوق بناوے اور کس طرح ہو سکتا ہی کہ وہ خداے قدوس جو گناہ و معصیت سے مبرا و منزہ ہو اور تمام بدی اور ناپاکی سے نفرت کرتا ہی وہ خود آدم کو بدکاری و ناپاکی کی اور گناہ اور نقص اور عیب کا مجموعہ بنادے۔ کون اس بات کو سچ مانیگا کہ وہ رب

ذو الافضال جو خوبی اور نیکی کا بانی ہی اور انسانون کی خوشحالی ابدی کا چاہنیوالا
ہی وہ خود ہی آدم کو ایسا بنا دے کہ وہ اکثر اوقات غم و اندوہ اور مصیبت و
تکلیف رنج و محن فکر و تردد مین رہے۔ کسکے وہم مین آسکتا ہی کہ وہ خدائے
غیور جامعِ جمیع صفات کاملہ ایسی مخلوق کو اپنا خلیفہ بنا دے کہ جسکے بنانے پر فرشتہ
طعنہ مارین اور زمین اوسکے بنانے کو مٹی دینے سے انکار کرے اور ملایک
مقربین تک کو بے نیلِ مقصود پھیر دیوے اور خدائے تعالیٰ کے حکم کو ٹال دے
ایسی بری اور بدکار خونخوار اور مفسد مخلوق خود خدا بنا وے اور اپنا خلیفہ کرے
العیاذ باللہ۔ صاف ظاہر ہی کہ یہ بیان بالکل نادرست ہی خدائے تعالے جو
ہمہ وجوہ اپنی ذات و صفات مین کامل اور تمام خوبیون اور رحمتون اور برکتون
اور سعادتون اور نیکیون اور کمالون اور خوشحالیون کا منبع ہی اُس سے بالیقین
ذی روح و صاحب تمیز مخلوق کا نیک و پاک اور خوب اور خوشحال اور کامل
پیدا کرنا اقرب الی القیاس اور مستحسن بلکہ یقینی ہی اور اُسکے خلاف ظہور مین آنا
ناممکن و محال ؛

پھر اسکے سوائے ابھی صرف اسقدر ظاہر کرنا ضرور ہی کہ کتاب مقدس مین
حال آفرینشِ آدم اوس طور لکھا ہی جیسا اوپر مذکور ہوا کہ آدم کو خدائے کامل و
مستجمع جمیع کمالات نے اپنی پاکی و نیکی کے اقتضا سے اپنی صورت پر یعنی پاک و نیک
و خوشحال و کامل پیدا کیا تھا۔ مگر قرآن و حدیث جو اِس کتاب کو کلام اللہ تبارک و تعالے

ہیں باانیہمہ اوسی کتاب کی اس خبر کو اُلٹ ڈالتے اور اوسکے بالکل برخلاف سکھاتے ہین:

(۳) کتاب مقدّس سے دریافت ہوتا ہی کہ خداے تعالیٰ نے زمین کی مٹی سے زمین ہی پر آدم کو بنایا اور بمقام عدن ایک باغ مین رکھا:

مگر قرآن و حدیث سے دریافت ہوتا ہی کہ خدا نے زمین کی مٹی سے اوسکو بناکر آسمان پر بہشت مین رکھا:

(۴) قرآن مین ہی کہ خدا نے فرشتون کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرین سو سب نے کیا مگر ابلیس نے نہین کیا اسیواسطے وہ راندہ درگاہ الٰہی ہوا۔ حالانکہ کتاب مقدّس سے ظاہر ہی کہ ابلیس آدم کے پہلے ہی سے نافرمان اور خداے قدوس کی نظر مین مردود و نامقبول تھا:

(۵) کتاب مقدّس سے ظاہر ہی کہ خداے تعالے نے جب آدم کو باغ عدن مین رکھا تو فرمایا تھا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل کھانا مگر نیک و بد کی شناخت کے درخت سے نہ کھانا۔ مگر آدم و حوّا نے شیطان سے ایسا فریب کھایا کہ اپنے خالق و رازق اور مالک کی حکم عدولی کرکے اُس درختِ ممنوع سے کھایا اور اپنے خداوند خدا کی محبت سے اپنے دل کو پھیر کر اوس خوشحالی اور سعادت اور اوج عزت سے اپنے کو آپ غم و اندوہ و نکبت و تخفیض ذلت مین ڈالا:

چنانچہ حال مفصل اسکا توریت مین مرقوم ہی جس سے دریافت ہوتا ہی کہ آدم
حوا نے شیطان سے فریب کھایا جو سانپ مین سرایت کرکے اُنکے پاس گیا
اور درخت ممنوع کے کھانے کی اونکو تحریص و ترغیب دی اور مرتکب گناہ
اور خدا کا نافرمان بنایا[+]:

اِس جہت سے آدم خدا ے تعالیٰ کے قرب و اختصاص اور شرف محبت
اور خوشحالی جاوید سے دور ہوا اور ہر قسم کے رنج و غم و تکالیف گوناگون مین
اپنے آپ مبتلا ہوا جسمین وہ اور اُسکی اولاد اُن تمام بلیات مین گرفتار ہوئی
جو انسانون مین روز دیکھی جاتی ہین:

اور جس طور گناہ اور نافرمانی کے باعث آدم کی روح ناپاک ہوئی اور
اوسکی طبیعت اور مزاج اور عادت خراب و بد ہوگئی اور دل مین کدورت
اور عقل مین تیرگی آئی کہ عرفان حقیقی اور محبت اصلی اور قرب و اختصاص آلٰہی
اور اخلاق حمیدہ و عادات پسندیدہ اور خوشی و خرمی ابدی سے دور و مہجور ہوا
اسی طور جسمانی قوت و طاقت و صحت مین بھی فتور پڑا کہ ضعف و ناتوانی اور
انواع و اقسام کی بیماریان اور درد و رنج عائد حال انسان ہوئے[+]:

مگر قرآن و حدیث کے ملانے سے دریافت ہوتا ہی کہ اوّل شیطان مور کے
پاس گیا کر تو اپنے تئین آراستہ کرکے بہشت مین آدم و حوا کے پاس جا
اور اونکے پاس ناچ کہ وہ اس تماشہ کو دیکھکر فریفتہ ہون اور مین آہستہ آہستہ

پیدایش ۳ سے ۱۹ تک * پیدایش ۳ - ۱۶ سے ۱۹ تک * یسعیاہ ۲۴ - ۵ و ۶ * رومیون ۸ - ۲۰ * ایوب ۵ - ۶ * واعظ ۲ - ۲۲ و ۲۳ * وغیرہ * یعقوب ۱ - ۱۴ و ۱۵ * رومیون ۵ - ۱۲ سے ۲۱ تک * پیدایش ۳ - ۵ سے ۶ تک * رومیون ۱ - ۲۱ و ۲۳ * یعقوب ۱ - ۱۴ و ۱۵ * رومیون ۵ - ۱۲ و ۱۴ - زبور * یرمیاہ ۲ - ۲ * وغیرہ *

بہشت کی دیوار تک پہونچون جب وہ دیوار تک اِس وسیلے سے پہونچا وہان ایک سانپ کے مُنھ مین بیٹھکر سانپ سے کہا کہ دیوار کے اوپر مجھے پہونچا پھر دیوار پر سے آدم وحوا سے ملاقات کی اور درختِ ممنوع سے کھانے کی رغبت دلائی چنانچہ اونھون نے اُس درخت سے کھایا اسپر خدا نے حکم دیا کہ تم سب بہشت سے زمین پر اوترو اور اُن مین آپسمین دشمنی ڈالی کہ سانپ اور مور اور آدمی مین طبعی دشمنی ہی*

مگر یہ کچھ بھی ذکر نہیں لکھا کہ آدم کی اِس گنہگاری سے کیا نتیجہ ہوا اور اُسکے مزاج یا طبیعت مین کچھ فرق ہوا یا کیا۔ اور سچ ہے کہ کیا لکھتے وہ تو کہتے ہین خود خدا ہی نے اونکو ناقص اور بُرا بنایا ہ

ہان البتہ یہ لکھا ہی کہ آدم وغیرہ سب زمین پر گرائے گئے۔ حوا جدہ مین۔ ابلیس دشت یسان مین قریب بصرہ۔ سانپ اصفہان مین۔ آدم ہندوستان مین اور مور کسی اور جگہہ+ ؛

یا یہ کہ آدم کی صورتِ ظاہری مین فرق آگیا کہ پوشش جسم جو مثل نلخون کے تھی جاتی رہی ایسا جسم ہو گیا جیسا اب ہی صرف ناخون اُس پوشش اصلی کے نشان ہین وغیرہ+ ؛

(۶) کتابِ مقدس مین خبر دی ہی کہ جس وقت طوفان ہوا خدا سے تعالے نے حضرت نوح کو فرمایا کہ تو اپنے سب خاندان سمیت کشتی مین داخل ہو چنانچہ نوح اور اُسکے تینون بیٹے سام و حام و یافت اور نوح کی بی بی اور اُنکے

بیٹون کی بیبیان سب کشتی پر گئے اور خدا کے فضل سے سب کے سب اُس طوفان سے بچے + ؛

مگر قرآن و حدیث کی روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ نوح کا ایک بیٹا مسمّی کنعان اَور تھا وہ اور اُسکی والدہ کشتی مین داخل نہوئے کہ خدا نے نوح کو منع کیا چنانچہ وہ دونون غرق ہوئے + ؛

حالانکہ کتاب مقدس سے معلوم ہوتا ہی کہ کنعان حضرت نوح کا پوتا تھا اور حام کا بیٹا جو بعد طوفان پیدا ہوا جس سے صیدا و حیت و یبوسی و اموری و جرجاسی و حوی و عرقی و صینی و اروادی و صماری و حماتی پیدا ہوئے جنسے ایک ملک کا ملک آباد ہوا جسکا نام آج تک مشہور و معروف ہی + ؛

(۷) کتاب مقدس مین لکھا ہی کہ حضرت ابراہیم تارح کے بیٹے تھے مگر قرآن سے واضح ہی کہ وہ آزر بت تراش کے فرزند تھے + ؛

(۸) تمام کتاب مقدس مین جا بجا مذکور ہی کہ حضرت ابراہیم کا نسب خدا نے فرمایا کہ حضرت اسحٰق سے ہوگا اور وہی فرزند یگانہ اور وعدہ کے فرزند کہلائے باقی اسمٰعیل ایک مصری حرم ہاجرہ کے پیٹ سے ہوئے اور اسی طور زمران و یقسان و میدان و مدیان و یسباق و سوخ قتورہ حرم کے پیٹ سے پیدا ہوئے یہ سب فرزند موعود یا وارث یا قائم مقام والد کے نہ تھے + ؛

پھر لکھا ہی کہ خداے تعالیٰ نے ابراہیم کو فرمایا کہ اپنے فرزند یگانہ اسحٰق کو جسے

+ پیدایش ۷ ۔ ۱ سے ۵ و ۱۳ و ۱۴ و ۸ ۔ ۱۶ و ۱۹ تک

+ ۹ ۔ ۱۸ و ۱۹ و سورہ ہود ۴۲ سے ۴۴ تک + اور بیضاوی معالم و مدارک وغیرہ تفاسیر

+ پیدایش ۹ ۔ ۱۸ و ۱۰ ۔ ۱۵ سے ۱۸ تک

+ پیدایش ۱۱ ۔ ۲۶ و ۲۷

+ انعام ۷۴

+ پیدایش ۲۱ ۔ ۱۲ و رومیون ۹ ۔ ۷ و عبرانیان ۱۱ ۔ ۱۸ و گلتیون ۴ ۔ ۲۲

+ پیدایش ۱۶ ۔ ۱۵ و ۲۵ ۔ ۱ و ۲ و ۱۲ وغیرہ

+ پیدایش ۱۶ ۔ ۱۵ سے ۱۶ تک

+ پیدایش ۲۲ ۔ ۱ سے ۶ تک

تو پیار کرتا ہی ـــ اور اُسکو ملک موریا کے ایک خاص پہاڑ پر قربان کر۔ چنانچہ حضرت ابراہیم نے ایسا ہی کیا کہ مقام معلوم پر اپنے عزیز بیٹے اسحاق کو باندھکر لکڑی کے اوپر قربانگاہ پر دھر دیا اور چھُری لیکر چاہا کہ ذبح کریں مگر آسمان سے آواز سنکر باز رہے اور ایک مینڈھا اپنے پیچھے دیکھا چنانچہ اُسکو ذبح کیا†:

مگر قرآن لوگوں کو عبارت سے عام لفظ کہتا ہی ـــ اور حدیثون مین سے بعض اس ماجرے کو اسحاق کی طرف منسوب کرتے ہین اور بعض اسکے خلاف کہتے ہین کہ اسمعیل کے ذبح کرنے اور قربان کرنے کو حکم ہوا تھا اور یہ سب قصہ انپر جماتے ہین اور کہتے ہین کہ اسمعیل ذبیح اللہ تھے ـ چنانچہ آج تک مسلمان عید اضحیٰ اسی اعتقاد پر کرتے چلے جاتے ہین ـ وائے بر بیخبری ایشان‡ :

(۹) علیٰ ہذا القیاس حضرت یعقوب و یوسف کے بہت سے حالات جو قرآن و احادیث میں مذکور ہیں وہ بالکل مخالف کتاب مقدس کے ہین ـ جیسا کہ زلیخا کے تعشق مین وزیرون کی جورؤن کا اس بد کام کی مشورت مین شریک ہونا اور سب کا مفتون ہونا اور ہاتھون کا چھُریون سے کاٹنا* اور خود یوسف کی شرارت وغیرہ* بالکل خلاف واقع اور معارض حال مندرجۂ کتاب مقدس ہی:

(۱۰) حضرت موسیٰ کے بھی بہت سے قصے جو قرآن و حدیث مین مذکور ہین وہ مخالف کتاب مقدس کے ہین ـ چنانچہ قرآن مین ہی کہ فرعون کی جورو نے حضرت موسیٰ کو پالا تھا مگر کتاب مقدس مین صاف لکھا ہی کہ فرعون کی بیٹی نے پرورش کیا تھا†

پھر مذکور ہی کہ جب موسیٰ مدین سے مصر کو آنے لگے عورت اور بکریان ساتھ لیکر جنگل مین رات کی سردی مین راہ گم کی اور عورت کو درد زہ شروع ہوا۔ دور سے آگ نظر آئی تب اونھون نے کہا کہ تم ٹھہرو مین نے آگ دیکھی ہی شاید تمھارے پاس آگ سلگا کر لاؤن یا وہان پر راہ کا پتا ملے چنانچہ وہان آگ کے قریب پہونچے تو وہان خدا نے پکارا کہ اے موسیٰ مین تیرا رب ہون اپنی جوتی اوتار الخ۔

سورہ طٰہٰ

حال آنکہ کتاب مقدس مین ارشاد ہوا ہی کہ موسیٰ اپنے خسر یترو کے گلے کی جو مدیان کا کاہن تھا نگہبانی کرتے تھے تب او سنے گلے کو بیابان کی طرف ہانکدیا اور خدا کے پہاڑ حورب کے نزدیک آیا او سوقت خدا کا فرشتہ ایک بوٹے مین سے آگ کے شعلہ مین اوسپر ظاہر ہوا۔ اوسنے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک بوٹا آگ مین روشن ہی اور وہ جل نہین جاتا تب موسیٰ نے کہا کہ مین اب ایک طرف سے جاؤن اور یہ عجائب دیکھون کہ یہ بوٹا کیون نہین جل جاتا ہی جب خدا نے دیکھا کہ وہ دیکھنے کو ایک طرف پھرا تو خدا نے اوسے بوٹے کے اندر سے پکارا اور کہا کہ ای موسیٰ اے موسیٰ الخ۔

خروج ۳ باب ۲

(۱۱) اسیطور حضرت داؤد و سلیمان وغیرہ انبیا کے حالات مین بہت سی مخالفتین ہین کہ کتاب مقدس مین کچھ ہی اور قرآن و حدیث کچھ کہتے ہین۔
جو چاہے دونون کا مقابلہ کرے دیکھ لے۔ چنانچہ سلیمان کی نسبت مذکور ہی کہ اونکی پادشاہت تمام جہان مین تھی اور وہ انسانون اور تمام جنات اور جملہ

حیوانات پر حکومت کرتے تھے اور حیوانون کی بولیان بھی سمجھتے تھے۔ حالانکہ کتاب مقدس سے دریافت ہوتا ہی کہ سلیمان صرف بنی اسرائیل کے بادشاہ تھے[+] اسی طور قصۂ بلقیس و تعمیر بیت المقدس وغیرہ مین کسقدر اختلاف ہی[۲۱]

(۱۲) وقس علی ہذا خداوند یسوع مسیح کے حالات پیدایش و پرورش و معجزات وغیرہ کے بیان مین بھی بہت اختلاف ہین یہان مین صرف ایک ہی امر لکھتا ہون ؛

حضرت اشعیا وغیرہ انبیاے بنی اسرائیل نے صدہا سال پیشتر خبر دی تھی کہ خداوند مسیح دنیا مین آکر تکلیف اوٹھاوینگے اور گنہگارون کے بدلے اپنی جان دینگے اور مظلوم ہوکر شہید ہونگے[+] اور جب ایسا ہی ظہور مین آیا اور خدا کا کلام پورا ہوچکا تو انجیل مین جابجا صاف صاف خبر دی ہی کہ وہ سب پیشین گوئیان بجنسہ و بعینہ پوری ہوگئین کہ خداوند یسوع مسیح جہان مین آئے اور آپ پنطوس پلاطوس کی حکومت مین دکھ اٹھاکر مظلوم مصلوب ہوئے۔ مرگئے اور دفن ہوئے تیسرے دن مُردون مین سے جی اُٹھے[+] ؛

آپ کے حواریون نے یہی منادی کی اور جماعتِ عامہ مسیحیون کی متواتر یہی شہادت دیتی چلی آتی ہی ؛

مگر قرآن کا حال اس باب مین عجیب ہی کہ ایک جگہ تو اقرار ہی اور دوسری جگہ انکار ہی مگر علماے محمدی کھینچ کھانچ کر دونون جگہ کو مطابق کرتے تاویلات

بعیدہ ہے کہ خداوند مسیح کو صلیب نہین ہوئی اور نہ وہ قتل ہوے بلکہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ؛

(نساء ۱۵۶ و ۱۵۸ و آل عمران ۵۴ و بقرہ ۲۵۲)

الغرض ای بھائیو کمترین لکھوں ایمن کسی طرح کا ادنی شبہہ نہین ہے کہ اگر کتاب مقدس خدا ے حی القیوم عالم الغیب اصدق الصادقین غیر متغیر کا کلام ہے تو بلا شبہہ قرآن و حدیث اوسکی طرف سے نہین ہین - تاویلات بعیدہ سے بھی گنجایش نہین کہ کھینچ کھانچ کر بھی ان مین موافقت و مطابقت ہو سکے ؛ بلکہ ہر منصف مزاج شخص دونون کا مقابلہ کرکے اسبات کو بلا ریب جان لیگا کہ قرآن و حدیث محمدی کتاب مقدس سے اسقدر مخالفت اور مباینت رکھتے ہین کہ اگر کتاب مقدس کو الہامی اور منجانب اللہ فرض کرین تو ہرگز ہرگز قرآن و حدیث خدا کی طرف سے نہین ہو سکتے ہین ـ مگر کتاب مقدس کے منجانب اللہ اور الہامی ہونے کی تصدیق خود قرآن و حدیث ہی کرتے ہین اور جا بجا اوسکو کلام اللہ بتلاتے ہین - پس اس حالت مین دوسری دلیل کی حاجت نہین ہے اسی ایک کامل دلیل اور سچی علامت سے دریافت ہوتا ہے اور یقین ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث خدا کی طرف سے نہین ہین - کہ جس کتاب کی بظاہر تصدیق کرتے اوسی کی بباطن تکذیب کرتے ہین کہ اوسکے مطالب اور مقاصد اور مضامین کے خلاف تعلیم دیتے اور ساری کتاب کو الٹنا چاہتے ہین - پس ایسا کرنے سے آپ ہی اپنے کو جھوٹا ٹھہراتے ہین ؛

اب نیاز مند کے عنایت فرما دو قسم کے ہین بعضے تو وہ ہین جو فرماتے ہین کہ بلاشبہہ ہم ایمان کامل رکھتے ہین کہ توریت وانجیل وزبور وجملہ صحف انبیاے کرام تمام وکمال کتاب مقدس الہامی اور من جانب اللہ ہی اور یہ بھی کہ ابتک صحیح واصلی اہل کتاب کے پاس موجود ہی جسکے ترجمے بہت زبانون مین ہوے ہین — اور یہ بھی کہتے ہین کہ ہماری زبان کٹ جاے اگر ہم کتاب مقدس کی حقیقت اور من جانب اللہ ہونے کے باب مین کچھ کلام کرین یا شک لاوین یا اوسکو محرف اور مبدل تبلادین اگر کوئی ایسا شبہہ کرے تو خارج از دائرہ اسلام ہے ؛

[illegible]

پس یہ خیرخواہ اون دوستون کی خدمت مین یہ التماس کرتا ہی کہ آپ صاحب ان تمام اختلافات کو ملاحظہ فرماوین اور بانصاف دل حسبۃً للہ توجہ کرکے اپنے ہی دل سے پوچھین کہ کسطور ممکن ہی اور کس کا دل تسلیم کرسکتا ہی اور کون خیال کرسکتا ہی کہ باوجود ان اختلافات کثیرہ متضادہ کے جو نہ صرف بعض فروع اور زوائد باتون مین ہین بلکہ اصول دین وارکان ایمان وطریق نجات واحکام باطن وغیرہ مین حسب شرح بالا ہین اور پھر بھی کتاب مقدس اور قرآن وحدیث حق اور من جانب اللہ ہون

یا تو آپ صاحب اوس نتیجہ کو تسلیم فرماوین جو مین نے اوپر لکھا ہی تو پھر غیر حقیت
اسلام مین کچھ شک و شبہہ باقی نہین ہی اب دوسری بات کا موقع ہی وگرنہ آپ
اون وجوہات کو پیش کرین جنسے موافقت و مطابقت قرآن و حدیث کی کتاب
مقدس کے ساتھ کرتے ہین یا اسقدر مخالفت کو بھی خدا کے کلام مین روا رکھتے
ہین اور اوسکی ذات و صفات کے برخلاف نہین سمجھتے ؛

بعض احباب کو مین نے ایسا فرماتے سُنا کہ واللہ علی کل شیٔ قدیرا اور یہہ
کہ وہ مختار مطلق ہی وہ جیسا چاہے حکم دے اور بیان فرمائے ؛

مگر معلوم ہوتا ہی کہ اُن صاحبون نے ایسا کلام بن سوچے سمجھے فرمایا اور غور
نہ کرکے ایسا کہا۔ اس واسطے کہ اگر ذرہ بھی دل مین سوچین اور کچھ بھی توجہ
کرین تو اس محل پر ایسی بات نہ کہینگے ؛

کیونکہ اول اونکو سمجھنا چاہئیے کہ خدا ے تعالے فی الواقع و فی الحقیقۃ سچا اور
اپنی ذات و صفات سے پاک و نیک و کامل ہی۔ انسان پرعصیان کی مانند
نہین۔ پس کسطور ممکن ہی کہ جب اُسنے اپنی ایک کتاب مین مسئلہ تثلیث فی التوحید
و توحید فی التثلیث اور الوہیت و ابنیتِ خداوند یسوع مسیح کو حق تبلایا ہو اور تمام
گنہگارون کی بخشایش محض ایمانِ خداوندِ نجات بخشِ ممدوح پر منحصر تبلائی ہو
اور انسان کا کمال اُن احکام کے اتباع اور بجا آوری پر بیان کیا ہو جو کتاب
مقدس مین مذکور ہین۔ اور اخبار جہانِ آیندہ اور احوال آفرینش و انبیاے

کرام اوس طور ذکر کئے ہون جیسا کہ کتاب موصوف مین مسطور ہین۔ پھر وہی
خدا ان سب باتون کے خلاف بیان کرے اونکو جھٹلاوے اور اُن اصول
ایمانیہ کو کفر ٹھہراوے اور اُس راہ نجات کو باطل تبلاوے دوسری کئی راہین
نجات کی ظاہر کرے۔ اور اُن باطنی احکام کو بدل ڈالے جو ٹھیک اُسکی
پاک و نیک ذات کے مطابق و موافق ہی اور جو اُسکی صفات کاملہ کے عکس
اور نمونے ہین اور اُنکے بجاے رسوم ظاہری یا ایسے احکام کی ہدایت کرے
جو اوسکی ذات و صفات کے برخلاف اور معارض ہین۔ علی ہذا القیاس اخبار
آفرینش و قصص انبیاے کرام و حالات عقبیٰ کچھ کے کچھ بیان کرے۔
بعض عنایت فرماؤن نے ایسا ارقام کیا ہی کہ کتاب مقدس کے صحیفون
مین بھی مخالفت ہی کہ ایک نبی کی کتاب دوسرے کے مخالف ہی ؛
پس اونکی خدمت مین یہ التماس ہی کہ ابھی نیازمند کتاب مقدس کے من
جانب اللہ ہونے نہونے کی نسبت کچھ گفتگو نہین کرتا ہی۔ ابھی مطلق تحقیقات
پیش نہین کیجاتی ہی کہ کتاب مقدس کلام اللہ ہی یا نہین۔
بالفعل یہ دکھایا جاتا ہے کہ قرآن و حدیث خدا کی طرف سے بالیقین نہین ہین
جب یہ بات طی ہوچکے گی اوسوقت کتاب مقدس کے من جانب اللہ ہونے
نہونے کی بابت گفتگو کیجائے گی۔ اگر بالفرض کتاب مقدس مین بھی ایسی
مخالفت حقیقی اور تباین و تضاد اصول ایمانیہ و ارکان دین یا ہدایات و

تعلیمات یا اخبار مین ثابت ہو تو اوسکی غیر حقیقت کی دلیل ہوگی نہ اس بات کی جو ہو سکتی ہو کہ قرآن و حدیث مخالف کتاب مقدس کے ہین یا کہ ایسی مخالفت کلام الٰہی مین ہونا ممکن ہو یا کہ خداے تعالی اپنی ذات و صفات کے برخلاف ہدایت و تعلیم دیتا اور آپ ہی اپنی بات کو جھوٹا ٹھہراتا ہو ؛

الغرض اے بھائیو حق جوئی اور راستی پسندی ضرور ہو اور بلا تعصب و طرفداری اوسے تحقیقات کامل درکار ہے جو نقص و عیب جسمین فی الواقع و فی الحقیقہ ہو اوسکو تسلیم کرنا اور ماننا چاہیے اور معیوب و مغشوش سے کنارہ رہنا واجب ہے چاہیے کوئی ہو ؛ کیونکہ خداے تعالے حق پسند اور راستی دوست ہے اور بس ؛

دوسری قسم کے اکثر نوارش فرماے خیر خواہ وہ ہین جو مخالفتِ قرآن و حدیث کو کتاب مقدس کے ساتھ تو تسلیم کرتے ہین کہ فی الواقع و فی الحقیقہ قرآن و حدیث محمدی کے اصول ایمانیہ و تعلیمات و ہدایت و اخبار قصص مخالف و مباین کتابِ مقدس کے ہین کہ اگر ایک کو اون مین سے حق اور منجانب اللہ مانو تو بلاشک دوسرا ناحق ہو ؛

مگر وہ صاحب وہی دو دعوے پیش کرتے ہین جو کچھ عرصہ سے چند علماے محمدی نے اپنی کتب مباحثہ وغیرہ مین لکھے ہین یعنی کہ کتابِ مقدس جسکی کہ قرآن و حدیث مین تصدیق ہو اور جسکو کلام اللہ بیان کیا ہو وہ اب بجنسہ

وبعینہ اصلی موجود نہین ہو بلکہ محرف ہوگئی اور بدل گئی اور سکے مطالب ومقاصد متغیر ہوگئے اِسقدر کہ اب قابل اعتماد واعتقاد کے نہین رہی - اور اسکے سوا اب قرآن وحدیث کے آنے کے باعث کتابِ موصوف منسوخ ہوگئی کہ اگر اصلی بھی موجود ہوتی توبھی ہمکو اوسکو پڑھنا یا اُسپر عمل کرنا ناجائز وناروا ہی کہ اب وہ مثل تقویم پارینہ ہی ؛

بنابرآن بپاس خاطر اون احباب کے اِن دونون دعوون کے باب مین جو کچھ حق و راست ہی لکھا جاوے - اور میری دانست مین ایسے بھائیون کو ضرور اور فرض ہی کہ اِن دونون دعوون کی تحقیقات کماینبغی فرمائین - اگر ثابت ہو کہ فی الواقع کتاب مقدس کے مطالب ومقاصد بدل گئے اور کچھ کے کچھ ہوگئے توپھر قابلِ التفات نہین اور نہ لایق اعتماد واعتقاد کے ہی کہ وجہ مخالفت ظاہر ہوگئی ؛

اسی طور اگر کتاب موصوف کا منسوخ اور رد ہو جانا ممکن ہی توسچ ہی کہ پھر اسکا پڑھنا اور ماننا کیا ضرور ؛

اِس حالت مین صرف وہ دلائل درکار ہین جنسے قرآن واحادیث کا مِن جانب اللہ ہونا ثابت ہو اَور بس ؛

لیکن اگر یہ دونون دعوے ثابت نہون بلکہ غلط اور باطل ٹھہرین توپھر قرآن وحدیث کا اعتبار گیا اور بالیقین معلوم ہوا کہ یہ دونون خدا کی طرف

سے ہرگز نہین ہین کہ جس کتاب کو بار بار جابجا تصدیق کرتے اور اُسکو کلام اللہ اور خداے صادق کی طرف سے تبلاتے ہین اوسکے مطالب و مقاصد اور ہدایات و تعلیمات اصولِ ایمانیہ وارکان دین کو درہم برہم کرتے بلکہ اُنکو رد کرتے ہین اور کفر تبلاتے ہین اور نئے عقائد اور اعمال عبادات وغیرہ مقرر کرنا چاہتے ہین اور اُسی کتاب کے اخبارِ معاد و حالاتِ انبیاے کرام وغیرہ کو جھٹلانا چاہتے ہین - تو ایسا کرنے سے آپ ہی اپنے کو باطل کرتے ہین ؛

اب ای بزرگو دوستو عزیز و پیارو یہ آپکا خادم اور خیر خواہِ عقبیٰ تعصّب و طرفداری چھوڑ کر اِن دونون دعوون کے باب مین جو بات حق و راست ہی عرض کرتا ہی اور طرفین کے عمدہ دلائل جو اتبک معرض تحریر مین آئی ہین فراہم کرکے لکھتا ہی - اور آپ صاحبون کی خدمت مین بکمال آرزو و منّت و سماجت یہ اُمید رکھتا ہی کہ بنظر انصاف صاف دلی اور حق پسندی سے بغور و تامل ملاحظہ فرمائین اور جو حق و درست نیتجہ ہو اوسکو سمجھ کر مجھے بھی اطلاع بخشین ؛

تحقیقات اول دعوی تحریف مین

تحقیقات دعوے تحریف ۱۲

اہل اسلام سے جب کہا گیا ہی یا صاف دکھایا اور بتلایا جاتا ہے کہ قرآن و حدیث کتاب مقدس کی کسقدر تعریف و توصیف بیان کرتے ہین اور جا بجا اسکی تصدیق کرتے ہین کہ وہ کلام اللہ ہی مگر باوجود اسکے پھر وہی دونون اُسی کتاب کے مخالف اور مبائن ہین کہ اوسکے اصولِ ایمانیہ وارکان دین اور ہدایات و تعلیمات و اخبار و قصص کے خلاف سکھاتے اور بیان کرتے ہین۔ بھلا پھر کس طور قرآن و حدیث خدائے صدق الصادقین و عالم الغیب وغیر متغیر کیطرف سے متصور ہو سکتے ہین ؟۔ تو اسکے جواب مین اکثر مسلمان بھائی ایسا جواب فرماتے ہین کہ کتاب مقدس جو اب یہود و نصاریٰ کے پاس موجود ہی اصلی نہین ہی بلکہ اُسمین تحریف کی گئی ہی کہ اب کتاب موصوف بالکل قابل اعتماد اور اعتقاد کے نہین رہی۔ اس سبب سے قرآن و حدیث کے مطالب و مقاصد مذکورہ بالا اس کتاب محرّف سے نہین ملتے ہین بلکہ اُسکے برخلاف ہین:

تحریف کے معنے ۱۲

لہذا ضرور ہی کہ اول تحریف کے معنی اور مدعا دریافت کیا جاوے پس ظاہر ہی کہ جب اہل اسلام اس سوال کے جواب مین کہ (قرآن و حدیث کس سبب سے کتاب مقدس کے اصول ایمانیہ وارکانِ دین و تعلیمات و ہدایات و اخبار

وقصص وغیرہ کے مخالف ومبائن ومعارض ہین) دعوی تحریف پیش کرتے ہین
اور اسکو وجہ مخالفت بیان کرتے ہین پس واضح وآشکار ہی کہ مدعا کیا ہی یہی کہ کتاب
موصوف کے مطالب ومقاصد مسطور تو ضرور اور اونکے سوا اور مطالب بھی مثل
بشارت محمد صاحب کے بدل گئے ہین ؛

الغرض تحریف کتاب کا مدعا یہ ہی کہ اوسکے مطالب اور مقاصد کا بدلنا اور
تغیر کرنا کہ بحالت اصلی نرہین۔ ایسی صورت مین وہ ناقابلِ اعتماد اور اعتقاد
ہوسکتی ہی اور بس ؛

مگر ملاحظہ فرمائیے کہ تھوڑے عرصے سے چند علماے محمدی نے جنھون نے
تردید دین مسیحی مین تصنیفات وتالیفات کین اور دعویِ تحریف کو پیش کیا ہے
جب اُنھون نے اِس دعوی کا ثبوت نہ دکھا اور کوئی وجہ بنائی اور کسی نوع
دلیل تحریف کی پیش نہ کرسکے تو تحریف ہی کے معنی بدل ڈالے اور اوسکا مدعا
بھی کچھ کا کچھ بتلایا ہی ؛

چنانچہ غور فرمائیے کہ مولوی رحمۃ اللہ۔ اور ڈاکٹر وزیر خان۔ جنھون نے
خصوصاً اس باب مین زیادہ تر تحریرات کی ہین بلکہ ایک کتاب خاص اس
باب مین ارقام کی ہی جسکا حوالہ اکثر احباب اپنے خطوط مین لکھتے ہین کہ کتاب
مذکور مین دعوی تحریف کو بخوبی تمام ثابت کردیا ہی اوسی کتاب مین ایسا مرقوم ہی
(تحریف کہتے ہین بات کے بدل ڈالنے کو اور یہ بدل ڈالنا خواہ باعتبار معنی

کے ہو اور اسکو تحریف معنوی کہتے ہین خواہ باعتبار لفظون کے اور انکو تحریف لفظی کہتے ہین پھر تحریف لفظی خواہ اس طرح پر ہو کہ ایک لفظ کو دوسرے لفظ کے موضع مین رکھ دین خواہ اسطرح پر کہ کسی لفظ کو اپنی طرف سے بڑھا دین یا گھٹا دین الخ پھر آگے بڑھکر لکھا ہی (انشاء اللہ تعالے محققین عیسائی مذہب کے اقرار سے بخوبی ثابت ہو جائیگا کہ ان کتب کی بعض جا مین بعض لفظ سے بدل گیا اور بعض جا لفظ یا جملہ بڑھایا گیا اور بعض جا سے لفظ یا جملہ اڑایا گیا ہی اور اسیکو ہم تحریف اون کتب کی کہتے ہین خواہ اوسکو عیسائی لوگ کہین کہ شرارت سے دیانتون سے قصداً ظہور مین آئی خواہ بسبب مفقود ہونے تواتر لفظی کے غلطی کاتبون یا وہم اصلاح دینے والون کی طرف نسبت کرین کیونکہ ہمارے دعوی مین سب قسمون کی تحریف لفظی مین مراد عام ہی کہ قصداً واقع ہو یا بغیر قصد کے الخ

اور دوسرے مسلمانون کی تصانیف سے بھی ایسا ہی کچھ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی تحریف اسی مدعا سے بیان فرماتے ہین - الغرض بموجب تحریرات علماے محمدی کے تحریف دو قسم کی ٹھہری ایک معنوی یعنی کہ گو الفاظ و عبارت کتاب تو بجا ہون مگر مراد اصلی اور معنی حقیقی اوسکے بیان نہون بلکہ خلاف منشاے کتاب و سیاق عبارت اگر اسکی تاویل یا تفسیر کیجاوے یا مطلب ظاہر کیا جاوے تو اوسکو بھی تحریف کہتے ہین -

دوم تحریف لفظی یعنی کہ بعض مقامون مین کلمہ یا کلام کا بجا نہ رہنا اسطور پر کہ

ایک کلمہ یا زیادہ دوسرا کلمہ یا کلام کی جگہ ہو جاوین یا ایک کلمہ یا کلام زیادہ یا کم ہو جاوے تو تحریف لفظی کھلاویگی۔ اور یہ تغیر و تبدیل خواہ قصداً کوئی کرے یا کاتب سہو سے لکھ جاوے یا غلط فہمی سے صحیح کی جگہ غلط لکھدے یہ سب تحریف کہلاتی ہین۔ تو وہ کتاب جسکے معنی اور مطلب صحیح بیان نہ کیجاوین یا جسمین لفظی تغیرات مذکورہ واقع ہوئی محرف ہوتی ہی؛

مگر ہر فہمیدہ و سنجیدہ شخص سمجھ سکتا ہی کہ جس حالت مین کسی کتاب کے الفاظ و عبارت بجنسہ و بعینہ بحالت اصلی موجود ہین جس طور مصنف نے تصنیف کی ہی بس اگر اسکے بعض مقامون متشابہ مین فرقہاے مختلف جدا جدا تاویل و تفسیر کرتے ہین اور اس جہت سے باہم اختلاف ہی۔ یا بالفرض والتقدیر اگر فی الواقع بعضے لوگ اوسکے حقیقی معنی بیان نہین کرتے ہین بلکہ اپنی جہالت یا شرارت سے غلط تاویل و تفسیر کرتے ہین اور خلاف منشاے مصنف و سیاق عبارت مطلب بیان کرتے ہین تو اس سے کتاب پر کیا نقص عائد ہوتا ہی اور اسمین کونسا نقص پایا جاتا ہی۔ کیونکہ جو حق کے طالب اور راستی پسند ہین وہ بلاشبہہ حسب سیاق عبارت و ربط کلام وغیرہ اصلی و حقیقی مطلب اور مدعا کتاب کا جان اور مان سکتی ہین۔ مثلاً قرآن کی بہت سی آیات کے معنی اور مطلب مین اہل اسلام کے مختلف فرقے باہم اختلاف اور نزاع رکھتے ہین اور جدا جدا تاویل اور تفسیر کرتے ہین۔ اور دیکھیے مجسمیہ اور بعض قسم کے غالی صوفی وغیرہ بہت سی آیتون

کے معنی نہایت بعید الفہم بیان کرتے ہین بلکہ بالکل غلط تاویل اور تفسیر کرتے ہین تو اس سے قرآن محرف نہین ہو سکتا ہی اور نہ کوئی اسکو تحریف کہتا ہی بلکہ اسکو تحریف کہنا نہایت نادانی یا تعصب ہی:

اِسی قبیل سے ہی اختلاف ترجمون کا کہ جس حالت مین کتاب اصلی یعنی جس زبان مین کتاب تصنیف ہوئی اُسکا نسخہ صحیح موجود ہی اور فرض کرو کہ اُسکا ترجمہ کئی شخصون نے جُدا جُدا کیا ہی پس اگر سب ترجمے متفق اللفظ و المعنی نہون بلکہ مختلف ہون الفاظ مین اور بعض مقامون پر اختلاف معنی اور مطلب کا بھی ہو تو جاے تعجب اور مقام حیرت نہین بلکہ اگر فرض کرو کہ بعضا ترجمہ کسی نے غلط بھی کیا تو بھی اصلی کتاب جسکا ترجمہ ہوا محرّف شمار نہ کیجائیگی اور جسکو ذرا بھی تمیز ہی وہ ترجمون کے اختلاف لفظی یا معنوی یا بالفرض کسی غلط ترجمہ ہونے کے باعث ہرگز نہ کہیگا کہ اصلی کتاب مین تحریف ہوگئی اور اب اسکا اعتماد جاتا رہا۔

کیونکہ ظاہر ہی کہ جب کئی شخص ایک کتاب کا ترجمہ کرین ایک ہی خاص زبان مین تو ممکن نہین ہی کہ سب ترجمے متحد اللفظ و متفق المعنی ہون۔ کیونکہ ایک مترجم کتاب اصلی کے ایک لفظ کی جگہ ایک لفظ اس زبان کا رکھتا ہی جسمین ترجمہ کرتا ہی اور دوسرا مترجم اوسکے ہم معنی دوسرا لفظ اور تیسرا اسکے بجاے دو لفظ۔ پھر بہت سے لفظ کتاب اصلی کے کئی معنی مین مشترک ہوتے ہین ایک مترجم ایسے الفاظ کو ایک معنی مین مستعمل کرتا ہی اور دوسرا دوسرے معنی مین۔

اسی طور کبھی ایک جملہ کے معنی ایک شخص ایک نوع سمجھتا ہی اور دوسرا اُسکے دوسرے معنی جانتا ہی پھر ایک مترجم کو پسند آتا ہی کہ لفظی ترجمہ کرے اور دوسرا با محاورہ اور تیسرا دونو کے بیچ مین

اسکے سواے اور بہت سی وجوہات ہین جنکے باعث محال عادی ہی کہ اگر کسی کتاب کو کئی شخص ترجمہ کرین اور سب ترجمے متحد اللفظ و متفق المعنی ہون۔ چنانچہ جو صاحب ترجمہ کرنا جانتے ہین اونسے پوشیدہ نہین ہی کہ اگر ایک ہی شخص مختلف وقتون مین کسی کتاب کا ترجمہ کرے اور دونون ترجمون کو ملا دے تو دونون متحد اللفظ و متفق المعنی نہونگے پس جبکہ کئی شخص ترجمہ کرین تو اونکے ترجمون کا یکسان ہونا اور معنی مین کیونکر ممکن ہی؛

چنانچہ آپ ملاحظہ فرماوین کہ قرآن کے کئی ترجمے زبان اُردو و فارسی مین ہوے ہین مگر باہم متفق اللفظ والمعنی نہین ہین؛

منجملہ اونکے چار ترجمے یعنی ترجمہ مولوی عبد القادر صاحب و ترجمہ رفیعی و ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب و ترجمہ تفسیر یعقوب چرخی ملا کر آپ مطالعہ کرین کہ باوجودیکہ یہہ چارون شخص ہم ملت و ہم مشرب و ہم فرقہ ہین تاہم اُنکے ترجمے یکسان نہین ہین؛

بپاس خاطر آپ کے بدون اِسکے کہ چنکر ایسے مقام لکھون جہان زیادہ تر فرق ظاہر ہوتا ہی بلکہ شروع قرآن سے چند آیات کا ترجمہ نیچے لکھتا ہون ترجمات مذکورہ سے یعنی سورہ فاتحہ؛

(۱) شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔

(۲) شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ کے کہ وہ رزق دینے والا اور بخشنے والا ؛

(۳) بنام خداے بخشایندۂ مہربان ؛

(۴) آغاز میکنم من بنام خداے نیک مہربان نیک بخشایندہ ؛

(۱) سب تعریف اللہ کو ہی جو صاحب سارے جہان کا بہت مہربان نہایت رحم والا ؛

(۲) سب تعریفین واسطے اللہ کے کہ پروردگار عالمون کا بخشنے والا مہربان ؛

(۳) حمد مر خداے راکہ پروردگار جہانیانست بخشایندۂ مہربان ؛

(۴) ہمہ ثنا ہا خداے را سزد کہ ہرچہ کند عین حکمتست ؛

(۱) مالک انصاف کے دن کا ؛

(۲) خداوند دن جزا کا ؛

(۳) خداوند روز جزا ؛

(۴) پادشاہ روز قیامت ست ؛

(۱) تجھی کو بندگی کرین اور تجھی سے مدد چاہین ؛

(۲) تجھی کو عبادت کرتے ہین ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہین ؛

(۳) ترا می پرستیم واز تو یاری میخواہیم ؛

(۴) ترا بندگی میکنم واز تو یاری میخواہم ؛

(۱) چلا ہمکو راہ سیدھی ؛

(۲) دکھا ہمکو راہ سیدھی ؛

(۳) ہدایت کن مارا راہ راست ؛

(۴) بنمائے مارا راہ راست ؛

(۱) راہ اُنکی جن پر تونے فضل کیا نہ جن پر غصّہ ہوا اور نہ بہکنے والے ؛

(۲) راہ اُن لوگون کی جو نعمت کی ہی تونے اُنپر سوائے اونکے جو غضب کیا گیا اوپر اونکے اور نہ گمراہ ہونگے ؛

(۳) راہ آنانیکہ انعام کردی برایشان نہ غضب شدہ برآنہا و نہ گمراہان ؛

(۴) راہ آنانکہ نیکی کردہ برایشان نہ خشم گرفتہ شدہ برایشان نہ گمراہان ؛

پھر آپ اُس ترجمے کو بھی ملا دین جو امامیہ مذہب والون نے زبان اُردو مین کیا ہی کہ مقامات کثیر مین جہان جہان اختلافِ تاویل و تفسیر کا اہل تسنن کے ساتھ ہے کس قدر فرق اور اختلاف لفظون اور معنون کا ان ترجمون سے ہے ؛

اسی طور اگر معتزلون یا دوسرے فرقون کے لوگ بھی اس زبان مین ترجمہ کرین تو معانی اور مطالب مین بھی علاوہ الفاظ اور عبارت اور محاورہ کے کسقدر فرق ہون ؛

اور فرض کرو کہ اگر کوئی کم استعداد نادانی سے یا کوئی اُمّی اور بعید الفہم تاویل

و تفسیر والا غلط ترجمہ کرے۔ تو ان سب صورتون مین چاہے کیسا ہی فرق اور اختلاف ترجمون ترجمون کے الفاظ اور معانی اور مطالب مین کیون نہو جاوے لیکن وہ جا بجا اصل نسخہ یعنی عربی نسخہ قرآن کا سبکے پاس یکسان ہی لہذا نہ قرآن مُحرف شمار ہو سکتا ہی اور نہ اِن اختلاف تراجم کے باعث سے قرآن غیر معتبر ہو سکتا ہی اور نہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ اب قرآن قابلِ اعتماد اور اعتقاد کے نہین ہی۔

اب باقی رہی تحریف لفظی اُس طرح کی جو حسب ادعاے علماے محمدی اوپر مذکور ہوئی یعنی تبدیل و تغیر یا کمی بیشی بعض الفاظ کی حسب شرح بالا۔

پس واضح ہو کہ جب کسی کتاب کے نسخجات کثرت سے جا بجا مروج ہوتے اور جگہہ جگہہ اُسکی نقلین ہوتی ہین اور مدتہاے مدید تک لاکھون کاتبون کے ہاتھ سے لکھی جاتی ہین تو ممکن نہین ہی کہ سبکے سب کاتب کوئی غلطی نہ کرے اور تمام نقلین مین کلِ الوجوہ مطابق اصل کے ہون بلکہ ضرور بالضرور کاتبون کی کم استعدادی اور ناواقفیت اور سہو و نسیان اور غفلت و بے احتیاطی وغیرہ سے اُن نقلون مین اعراب اور نقاط اور حروف و کلمات بلکہ کبھی کبھی جملون کا بھی فرق واقع ہو گا چنانچہ آپ صاحبون مین سے جس کسی کو کسی کتاب کے دو چار ہی قلمی نسخون کے مقابلہ کا اتفاق ہوا ہو گا تو اس امر سے بخوبی آگاہ ہونگے۔ بلکہ جزو دو جزو ہی کی دس پانچ نقلین اگر چند شخصون سے کرائی ہونگی اور پھر اونکا مقابلہ کیا ہو گا تو ظاہر ہوا ہو گا کہ سب کے سب کاتبون نے بالکل صحیح مطابق اصل نہ لکھا ہو گا غور

غلطیان نقل مین ہوئی ہونگی - پس آپ خیال فرماوین کہ اگر آپ کسی کتاب کے سو دو سے نسخے جمع کرین جو مختلف ملکون اور مختلف وقتون اور مختلف استعداد اور لیاقت کے لوگون نے لکھی ہون تو کیا ممکن ہے کہ وہ سب نسخے اعراب و نقاط اور

حروف اور کلمات اور جملون مین بالکل موافق و مطابق ہمدگر ہون ؛

ہرگز ہرگز نہین - بلکہ ضرور بالضرور اُن نسخون مین بہت جگہ سوائے اختلاف اعراب حروف نقاط کی کلمات اور جملونکا بھی فرق ہوگا - اور فرمائیے کہ اگر ایسا اختلاف کسی کتاب کے اسقدر نسخونکے مقابلہ کرنےمین پایا جاوے تو کوئی ایسا کہیگا کہ یہ کتاب محرف ہے یا مقصود یہ ہے کہ مین اصل وہ نسخہ جو مصنف کے ہاتھ کا لکھا تھا اگر بسبب امتداد زمانہ و انقلاب روزگار کے موجود نہو پس واسطے تصحیح کے کونسے عمدہ اور سب سے بہتر تجویز ہو سکتے یہی کہ اُسکے پرانی اور نئی نقلین جسقدر بہم پہونچین اور جہانتک دستیاب ہون جمع کرکے مقابلہ کرین اور جیسا حق تصحیح ہے ادا کیا جاوے پس اگر دس بارہ سو کتاب کا مقابلہ کیا جاوے تو لامحالہ اُنمین غلطیان یعنی اختلاف نسخہ پایا جاویگا - پس اگر ایسا بھی کوئی کرے کہ برائے مزید احتیاط ایک نسخہ صحیح اونسے لکھکر جس جس کتاب مین جو جو بات ایسی پائی کہ سب نسخون مین نہین بلکہ اُسی خاص نسخہ مین یا دو چار اور نسخون مین بھی تو اُسکے اظہار کے واسطے نشان و علامت نسخہ کی دیکر اس کمال عرقریزی اور محنت سے کے ساتھ تصحیح کرے کہ نقطہ اور اعراب اور لفظ اور جملہ وغیرہ سب بڑے اور چھوٹے اختلاف نسخہ کو بھی تبلاوے تو اب آپ صاحب انصاف

فرمادین اور داد دین کہ اِس سے زیادہ اور کونسا درجہ تصحیح کا ہی- اور یہ بھی فرمائیے کہ
ایسا کرنا کون ہی جو تحریف بتلاویگا اور کون ہی کہ اِن اختلافِ نقاط و اعراب یا بعض
لفظون یا نہایت قلیل جملون کو تحریف کہیگا اور اُس کتاب کو جسکے نسخون کا اسطور مقابلہ
کیا گیا غیر معتبر و غیر معتمد ٹھہرادیگا ہان البتہ اگر کسی کتاب کے نسخے باہم ایسے مختلف اور
متفرق ہون کہ اُسکے مطلب اور مقصد اور مضامین اور تعلیمات مین اختلاف اور
تعارض اور تناقض ہو یا بیشی و کمی مفرط ہو تو اِس حالت مین ضرور اوس کتاب
کا اعتبار نہو گا کہ ایک نسخہ مین ایک قسم کے مطلب اور مقصد ہین اور دوسرے
مین دوسرے مضمون اور مدعا وغیرہ- مثلاً آپ ملاحظہ فرمادین کہ قرآن جسکی
حفاظت اور صیانت اہل اسلام بہت کرتے ہین اور ایک مختصر کتاب ہی کہ تھوڑے
عرصہ مین بہت لوگ زبانی بھی یاد کرلیتے ہین اور خاص اُسکی صحت اور اصلیت پر
بڑا فخر کرتے ہین اوسی کے مختصر حال کو سنین اور غور فرمادین ؛

مین اِس مقام پر نہ حال وقت تالیف و تصنیفِ قرآن کا ذکر کرتا ہون کہ کتنی
آیات اور سورتین پہلے قرآن مین تھین اور محمد صاحب نے اُنکو پیچھے خارج
کرایا یا کونسی سورت یا آیتین تھین جنمین خود محمد صاحب اور اُنکے صحابی بھولگئے
اور نہ اُس کیفیت اور اُن ماجرون کا حال لکھتا ہون جو بوقت جمع و ترتیب قرآن
گذرے اور جو اختلاف اور نزاع ہوا اور جو صحیفۂ عثمان نے جمع کیا اُسپر کیا کلام
صحابیون نے کیا کہ کسقدر قرآن درج ہونے سے باقی رہا ہی اور کون کون کا

سورت اس مجموعہ مین شامل کی ہر جو قرآن نہین ہر وغیرہ - بلکہ صرف اتنا ہی نہایت مختصر حال آپ کو لکھتا ہون کہ جو نسخہ عثمان خلیفۂ ثالث نے جمع کیا اور اُسکی نقلین بھیجکر جاری کین اور ترویج کین اُسی کا حال آپ ملاحظہ کرین :

کہ جب عثمان نے اپنے نسخہ کی نقلین جاری کین اور قرآن اطراف و جوانب مین پھیل پڑا اور زمانۂ تابعین بھی گذر گیا تو اون لوگون مین سے ایک قوم امام قرأت کی کھڑی ہوئی جنکی قراتون کی لوگ پیروی کرتے تھے وہ قریب بیس کے تھے - اون مین سے سات شخص زیادہ مشہور ہوئے - بعدہ لکھا ہی کہ اونکے بعد یہ روایات قرأت ہر کہین منتشر ہوئین وا نکے پیچھے جدا جدا ہوئین گروہین جو اونسے روایتین کرتی تھین اون مین سے دو دو شخص ہر ایک اون ساتون قاریون کی روایات بیان کرنے کو مشہور ہوئے پھر جب جھوٹ پھیل گیا اور قریب تھا کہ حق اور باطل ملجاوے تب بہت سے لوگ اُمت سے کھڑے ہوئے اور غایت درجہ کوشش کی اور حروف و قرأت کو جمع کیا اور وجوہ اور روایتون کو جانچا اور اُن مین صحیح و مشہور و شاذ کو جدا جدا کرکے کتابین علم قرأت مین تصنیف کین اونمین سے اوّل تصنیف کرنے والے چھہ شخص تھے - اُسکے بعد اور بہت سے لوگ انھین کے زمانہ مین اور اونکے بعد کھڑے ہوئے جنھون نے قرأت قرآن مین بانواع تالیفات کین - اور امام قرأت کے بیشمار ہین :

(اتقان - نوع ۲۲)

پس بھائیو خیال کیجیے کہ اگر اوسی نسخہ قرآن کو صحیح مانا جاوے تو بھی کسی طور ممکن نہین ہی کہ اوسی نسخہ کی نقل مطابق اصل اب مسلمانون کے پاس موجود ہی کیونکہ جب روایات مختلف ہین جیسا کہ مین بیان کرونگا۔ پس کیونکر ممکن ہی کہ ان بیس شخصون ہی کی روایت درست ہون جو بعد تابعین کے گذرے کیونکہ اگر صحیح روایت ہر شخص کی تھی اور اصلی نسخہ کے مطابق تو اون مین باہم اختلاف کیون تھا نہ صرف روایات مین بلکہ قرأت مین۔ اور جب کہ احتمال غلطی کا ہے کہ اون بیس قاریون کی ایک ایک جگہ کی روایت مختلف فیہ مین سے صرف ایک ہی مطابق اصل نسخہ کے مانی جاوے تو یہ بھی ضرور احتمال پکا ہو کہ کچھ ضرور نہین ہی کہ جو اُنھین بیس شخصون کو روایت ملین وہی صحیح یقین اور اونھین کا اجتہاد خالی از غلطی تھا۔ پھر اُن بیس مین سے صرف سات مشہور ہوئے جنکی قرائون کا نام پایا جاتا ہی باقی تیرہ شخصون کی روایت کا پتہ نہین۔ تو ہرگز کوئی شخص درست نہ جانیگا کہ گویہ مشہور ہوئے تو انھین کی روایت اور قرأت ٹھیک ہین اور وہ تیرہ غلطی پر تھے۔ بلکہ ضرور بہت سی ایسی قرأت ہونگی جو اُنکی بھی صحیح ہونگی اور سات کی غلط ہونگی :

پھر ان سات مشہور راویون کی روایتین قرأتین بھی منتشر ہوئین تو جو اُنسے روایتین اون دو دو قاریون نے بیان کین چاہیے اکثر صحیح ہون مگر بہت جگہ غلطی کھانے کا بھی احتمال قوی بلکہ ضروری ہی کیونکہ مدار صحیح و غلط یا مشہور

دشتاو وغیرہ دریافت کرنے کا صرف زبانی تھا۔ پھر ملاحظہ کیجیے کہ اسکے پیچھے روایتوں میں
کا اختلاف جدا جدا اور قراتون کی کثرت یہانتک ہوئی کہ لکھا ہی کہ قریب تھا کہ
حق اور باطل ملتبس اور ایک صورت ہو جاوے تب بہت سے لوگون نے
روایات جمع کرنا اور حق و باطل پہچاننا شروع کیا اور قراتون کی قسمین جدا جدا بیان
کین۔ بھلا کیونکر یقین ہو سکتا ہی کہ جو تحقیقات اُنھون نے کی اور زبانی روایتون
مین سے دریافت کر کے لکھا وہ سب درست تھا۔ اور جو اُنھون نے غلط اور
باطل روایتین جانکر ترک کر دین اور اونکو چھوڑ دیا وہ فی الواقع سب کی سب
موضوع اور جھوٹی ہی روایتین تھین اور جن روایتون کو اُنھون نے معتبر ٹھہرا لیا
وہی معتبر تھین اور پھر یہ بھی کہ جو اُنھین چھ شخصون نے دریافت کیا وہی
راست ہی اور باقی ناراست ہین ؞

پس اگر اِن سب وجوہات اور حالات کو خیال کیا جاوے تو ہرگز شک نہین
رفع ہو سکتا ہی کہ بعد انقلابات کثیر کے اور مدتِ مدید تک زبانی روایات کے
اوپر مدار رہنے کے ابکا قرآن بجنسہ و بعینہ وہی ہے جو عثمان نے لکھا تھا۔
اور باقی دوسری روایتین اور قرائتین جو بیشمار لوگ جدا جدا طور پر بیان کرتے
اور پڑھتے تھے وہ سب بالکل غلط تھین۔ کسی طور اطمینان نہین ہو سکتا ہی
مگر اب صرف سات ہی قرأت اُن ساتون قاریون کی طرف سے منسوب
کھی جاتی ہین۔ باقی کا نشان بھی نہین ہی ؞

مگر اب انھین ساتون قراتون کے اختلافات کو ملاحظہ فرماوین کہ تعداد مین کتنے ہین - قریب سوا دو ہزار کے :

پھر یہ سوا دو ہزار اختلافات صرف قرات یعنے پڑھنے ہی کے نہین ہین کہ جنکا تعلق اختلافِ معنی سے نہو جیسا کہ ایک جبرئل پڑھتا اور دوسرا جبرئیل پڑھتا ہی یا ایک قرات مین یَبْسُطُ ہی اور دوسری مین یَبْصُطُ - بلکہ ایسے اختلاف بھی کثرت سے ہین جنسے معانی الفاظ اور مطالب جملون مین بڑا فرق ہوتا ہی :

چنانچہ ایک مین مذکر ہی دوسرے مین مؤنث - ایک مین واحد ہی دوسرے مین جمع - اسیطور ایک مین صیغۂ غائب دوسرے مین حاضر یا متکلم - ایک مین معروف ہی دوسرے مین مجہول - ایک مین لازمی ہی دوسرے مین متعدی اسیطور اختلافِ ابواب کا بھی بہت ہی جنکے مختلف ہونے سے بہت فرق معانی مین پڑتا ہی - پھر ایک مین اسم فاعل ہی دوسرے مین اسم مفعول - پھر ایک مین ایک لفظ ہی اور دوسرے مین دوسرا لفظ جنکے معنی بہت مختلف ہین - پھر اختلافِ اعراب اواخر کلمات کے ہین جنکے باعث بہت بھاری فرق مطلب مین ہو جاتے ہین کہ ایک مین ایک کلمہ فاعل ہی دوسری مین مفعول - پھر ایک مین مفعول ہی اور دوسرے مین بحالت جر - وغیرہ :

پس ان اختلافِ روایات کے بموجب بہت سے اختلاف معانی الفاظ

اور مطالب جملون مین واقع ہین۔ بلکہ بہت جگہہ اخبار مین فرق پڑتا ہوا اور کئی احکام شرعی اور فرائض مین اختلاف ہوتا ہی جس کسی کو دیکھنا ہو مفصل حال اسکا کتب قرأت اور تفاسیر کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتا ہی۔ یہان بخوف طوالت اسی مختصر بیان پر اکتفا کیا گیا؛

اہل اسلام ایسے اختلافاتِ کثیر کو بھی جو صرف انھین سات روایات کے بموجب دیکھتے کہ نہ صرف پڑھنے کا اختلاف ہی بلکہ معانی الفاظ و مطالب جملہ بلکہ احکام شرعیہ مین بھی بہت سا فرق اور تبدیل و تغیر کرتے بلکہ کئی جگہہ کمی و بیشی کلمات کی بھی ہی جنکے باعث بھی معنی و مطالب کلام کے مختلف ہوتے ہین اختلاف قرأت کہتے یعنی پڑھنے کا فرق بتلاتے ہین۔ اور ظاہر ہی کہ اگر ایک روایت صحیح ہو تو دوسری بلاشبہہ غلط ہی۔ کوئی مصنف اپنی کتاب مین مختلف لفظ مختلف المعانی و متغیر المطالب و متضاد الاحکام نہین رکھتا ہی۔ اور اسکے سوا کہین سے ثابت نہین کہ عثمان نے اپنے قرآن مین سات طور کی مختلف قرائین لکھی تھین یا مختلف لفظ اور لغت درج کیئے تھے

یہ لوگ جس طور اس اختلافِ نسخون کو اختلاف قرأت نام رکھتے اسیطور یہ بھی کہتے کہ قرآن سات قرأت مین نازل ہوا ہی اور ایسا بھی بعض صاحب فرماتے ہین کہ وہ ساتون قرأت یہی ہین جو لکھی جاتی ہین اور متمسک کیواسطے ایک حدیث پیش کرتے کہ محمد صاحب نے کہا ہی ان القرآن انزل علی سبعة

احرف) یعنی قرآن سات حرفون پر نازل ہوا ہی۔ پس کہتے ہین کہ سات حروف یہی سات قرأت مذکور ہین۔

لیکن اول تو احادیث کا اعتبار بہت دشوار ہو دو سو ڈیڑھ سو برس کے پیچھے لوگون نے سُنی سُنائی باتین سَو مین سے پانچ اپنی دانست مین معتبر جان کر لکھی ہین اور کچھ یقینی بات نہین کہ جو اُن لوگون نے صحیح سمجھا وہی معتبر ہو جب ستو حدیث موضوع اور جھوٹی مشہور تھین یا لوگ روایت کرتے تھے تو ایسی حالت مین جتنی اونھون نے معتبر جانین انپر اعتبار کیونکر ہو سکتا ہی۔ کہ اتنی مدت مدید کے بعد ایک بات ہی صداقت کی تحقیقات کامل ہونا دشوار ہی پس ان انبار کتب کا صحیح فی الواقع ہونا صرف پانچ چھہ شخصون کی کوشش سے امر محال ہی۔ اور پھر اگر صحیح بھی فرض کرو تو ناممکن ہی کہ صدہا حدیثین صحاح کی باہمدگر مخالف اور مباین ہین جو تکذیب یکدگر کرتی ہین۔

بیان اِسکا بہت طویل ہو اسواسطے اسیقدر پر اکتفا کرکے یہ عرض کرتا ہون کہ اگر تسلیم بھی کرلین کہ یہ حدیث محمد صاحب نے کہی تو اس سے یہ بات مان لینی کہ مراد یہی اختلافِ روایات کے بموجب جو مختلف قرأت وغیرہ ہین وہی مراد ہین کسی طور ممکن نہین ؛

اسواسطے کہ اِس عبارت کے معنی کہ قرآن سات حرفون پہ نازل ہوا ہی اول تو اسمین اختلاف ہی اور عبارت مشتبہ ہی کون یقیناً کہہ سکتا ہے کہ سات حرف

سے کیا مراد ہی۔ بعضے کہتے ہین کہ مراد اس سے اختلاف لغات متحد المعنی ہی کہ جدا

جدا قوم استعمال مین لاتے تھے جیسے ہَلُمَّ وتعال واقبل کہ سب ہم معنی ہین

(حدیقہ) ابتداے اسلام مین اختیار تھا کہ جدا جدا لغات مذکورہ مین پڑھین (ایضاً)

اور بعضے کچھ اور تاویل کرتے ہین۔ امام جعفر سے روایت ہی کہ جب اُن سے

کہا گیا کہ لوگ کہتے ہین کہ قرآن سات حرفون پر نازل ہوا ہی جواب دیا کہ جھوٹ

بولتے ہین خدا کے دشمن سارا قرآن صرف ایک حرف پر نازل ہوا ہی (ایضاً)۔

اور امام باقر کہتے ہین کہ قرآن ایک ہی ہی اور ایک کی جانب سے نازل ہوا ہی

مگر اختلاف راویون کی طرف سے ہی۔ (ایضاً)

پھر اکثر لوگون معتبر کا قول ہی کہ سات حرفون سے ہرگز مراد سات قرأت نہین

ہے پھر ایک شخص لکھتا ہی کہ ایک قوم نے گمان کیا ہی کہ مراد سات حروف

سے سات قرأت موجودہ حال ہی مگر یہ بات خلاف اجماع اہل علم کے ہی اور

یہ گمان نہین کیا ہی مگر بعض جاہلون نے (اتقان) پھر ایک اور کہتا ہی کہ جسنے ایسا

گمان کیا بڑی غلطی کی ہی۔ (ایضاً)

علی سے روایت ہی کہ سات حرف سے مراد سات قسمین مطالب کی یعنی امر۔

زجر۔ ترغیب۔ ترہیب۔ مثل۔ جدل۔ قصص مراد ہی۔ (حدیقہ)

ابن مسعود سے روایت ہی کہ سات حرف سے مراد زجر۔ امر۔ حلال۔ حرام

محکم۔ متشابہ۔ امثال ہے (ایضاً) امام جعفر کہتے ہین کہ حرف سے مراد

مولوی ... باب ۲ فصل ۱۶ فائدہ ۲۰ معالم ... قرآن

بطون قرآن ہین اور تاویلات کہ ایک ایک آیت کے سات سات معنی ہین ۔
بعض مفسرین قدیم نے اس حدیث کے پندرہ طور پر معنی لکھے ہین کہ سات حرف سے مراد بعضے یہ جانتے اور بعضے یہ سمجھتے ہین اور بعضون نے چالیس معنی تک بیان کئے ہین کہ یا یہ معنی ہین یا یہ جسکو دیکھنا ہو تفسیر اتقان مین دیکھ لے
الغرض سات حرفون سے سات قرأت مراد لینا یقینی بات نہین ہے اور اکثر قول ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ہرگز یہ مراد نہین ہے بلکہ بہت طرح کی قباحت اس معنی لگانے سے لازم آتی ہے ۔
ولو فرض سات حرفون سے سات قرأت بھی ہون تو بالکل ثابت نہین ہوسکتا ہے کہ وہ سات قرأت جنکو محمد صاحب نے ذکر کیا یہی سات قرأت ہین جواب موجود ہین کیونکہ ایک جھوٹی اور منکر روایت بھی نہین جسکا سلسلہ پورا لکھا ہو کہ یہ سات قرأت فلانے سلسلۂ روایت سے محمد صاحب تک پہنچتا ہے ۔ بلکہ کبھی کسی نے ایسا دعوی بھی نہین کیا ہے ۔
پھر کونسی دلیل ہے جس سے کوئی وہم بھی کرے کہ یہ سات قرأت موجودہ حال وہی ہین جنکا ذکر اس حدیث مین ہے پھر جو حال راویون اور قاریون کا ابتدا مین مین نے لکھا ہے وہ متفق علیہ ہر کتب مستند و معتبر مین ایسا ہی لکھا ہے ۔
پس جیسا کہ وہ بیان صحیح ہے تو پھر نادان بھی جان سکتا ہے کہ یہ اختلاف قرأت کس طور پر پیدا ہوے ہین ۔

چنانچہ ایک مشہور مجتہد شیعون کا سید محمد باقر رشتی لکھتا ہے کہ قاریون کی سند محمد صاحب تک متصل ہونا ثابت نہین ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ اختلاف ان راویون کے خود انکی طرف سے تھے کہ یہ لوگ اہل زبان تھے اپنی سمجھ کے موافق ایک ایک قرأت اپنے واسطے مقرر کر لیتے تھے اور اگر انکی سند محمد صاحب تک متصل ہوتی تو اختلاف دور ہو جاتا ایک قاری دوسرے قاری کی صحت پر کیون اعتراض کرتا۔

بہر حال اسمین کسیطرح کا شک نہین کہ قران کے اعراب وحروف والفاظ مین سواد وہزار اختلاف اب موجود ہین جنمین سے بہت سے ایسے بھی ہین جنکے باعث معانی الفاظ جدا جدا ہوتے اور مطلب اور احکام بھی مختلف او بیاین بدگر ہو جاتے ہین اور یہ اختلاف صرف اسی باعث سے ہوے کہ قرآن جا بجا جاری ہوا اور اس جہت سے حافظون اور قاریون کے پڑھنے یعنی قرأت مین اور قرآن کے نسخون مین فرق پڑگیا ایک نے ایک صحیح جانا اور دوسرے کو غیر صحیح اور دوسرے نے اپنے کو صحیح سمجھا اور دوسرے کو نادرست مگر واسطے عزت وحرمت کے ان لفظون کو صحیح و غلط تو نہ کہا صرف اختلاف قرأت کہا حالانکہ ایک روایت کا ماننے والا دوسرے پر رد وقدح کرتا ہے۔

اسکے سوا ان روایات کو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جو اہل تشیع پیش کرتے ہین۔ مراد میری اس مقام پر ان روایات سے

نہین ہے بلکہ وہ خود جمع و ترتیب قرآن مین کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بہت سی طویل
و قصیر سورتین کی سورتین عثمان نے بسبب عداوت اپنے نسخہ مین نہین لکھین
بلکہ مدعا میرا اوس اختلاف سے ہے جو اس صحیفہ عثمانی مین وہ لوگ رکھتے ہین اور
صاف صاف لکھتے ہین کہ تغیر اور نقصان اس قرآن مین بھی واقع ہوا ہے جو آب
اہل تسنن کے پاس ہے اور وہ تغیر اور نقصان چار قسم کا ہے ۔

اول یہ کہ تبدیل ایک لفظ کا دوسرے لفظ سے جیسا کہ (کنتم خیر امۃ) لکھا ہے
اور اصل مین (کنتم خیر ائمۃ) مگر بعد کو دشمنان اہل بیت نے بدل دیا ہے
دوم یہ کہ قرآن دونون طرح نازل ہوا مگر بعضے شخصون نے فاسد غرضون کے
باعث ایکسکو منع کرکے دوسری قرأت مین منحصر رکھا ہے ۔ سوم یہ کہ آیت مین کچھ کمی
کردی ہے جیسا کہ اصل مین یہ تھا (یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک فی علیؑ)
مگر دشمنون نے علی کا لفظ ساقط کر دیا ہے ۔ چہارم یہ کہ منجملہ سات حرفون کے کہ قرآن
انپر نازل ہوا دونون قسمین تھین مگر چونکہ زیادتی اونکے واسطے مضر تھی اسواسطے
اوسکو موقوف کردی فقط ۔

الغرض اے بھائیو خلاصہ کلام اس مقام پر یہ ہے کہ اگر آن سب اختلافات
اعراب و حروف و کلمات اور تبدیل و تغیر اور کمی و بیشی الفاظ کو کوئی ملاحظہ کرے
اور کہے کہ اب قرآن محرف ہے کہ ایک قاری کچھ پڑھتا ہے اور دوسرا کچھ بتلاتا ہے اور
بہت سے قاری تھے کہ جنکی روایتون اور قراتون کا اب نام و نشان بھی نہین

ملتا ہے اور بقول شیعون کے مخالفون نے قصداً وعمداً تبدیل اور کمی بیشی بھی کردی
ہے تو اس حالت مین تحریف ہوگئی اور اس جہت سے اعتماد نہین ہوتا
ہے کہ یہ قرآن وہی ہے جو عثمان نے لکھا تھا بلکہ بالکل قابل اعتماد اور
اعتقاد کے نہین ہے بلکہ سب کا سب نامعتبر و نامعتمد ہے یا جیسی تعریف کہ علماے
علماے محمدی نے تحریف کی بیان کی ہے چنانچہ سابق ازین مذکور ہوئی کہ تحریف
کہتے ہین بات کے بدل ڈالنے کو الخ تو اوسکے بموجب قرآن محرَّف ہے اور اب
قابل اعتماد و اعتقاد نہین ہے اسواسطے کہ اوسمین تحریف معنوی بھی ہوئی ہے اور
محققین اہل اسلام و اماماں ملت و مجتہدان مذہب کی روایات سے بخوبی تمام ثابت
ہے کہ اس قرآن مین بہت سے مقامون پر بعض لفظ دوسرے لفظ سے بدل گیا ہے
اور بعض الفاظ بڑہائے گئے ہین اور بعضے اوڑائے گئے ہین۔ تو کیا کوئی ایسا
بات کو راست جانیگا اور قرآن کو محرَّف اور نامعتبر و نامعتمد سمجھے گا۔
ہرگز نہین۔

بلکہ محرر ظاہر ہے کہ جس حالت مین اصل نسخہ عثمانی موجود نہ تھا کہ جس سے مقابلہ
کرکے صحیح و غلط مین امتیاز کر لیتے اور یقیناً تبلا سکتے کہ یہ لفظ اصل مین لکھا گیا وغیرہ
اور روائتون اور قرأتون اور نسخون مین اختلاف صریح پایا گیا پس علمانے
تحقیقات کی اور جیسا اونکو دریافت ہوا اور جہان تک اونکی عقل مین آیا اور
راست کو ناراست سے تمیز کرسکے کیا اور ایسا ہی بیان کیا ہے اور اب جبتک

قرأتین پائی جاتی ہین اور جو جو اختلاف ہین جزئیات اور خفیف باتون مین ہین باقی
تمام اصول ایمانیہ و ارکان اسلام و تعلیمات و اخبار وغیرہ جملہ مطالب و مقاصد
سب روایتون اور قرأتون کے بموجب یکسان ہین کچھ اختلاف نہین ہے۔
اس جہت سے قران محرّف نہین ہے اور نہ اُسکو کہہ سکتے ہین کہ اب قابل اعتماد
و اعتقاد کے نہین ہے۔ بلکہ جیسا نسخہ عثمان نے ترتیب و جمع کرکے لکھا تھا اب
موجود ہے۔ البتہ اگر قران کے نسخون یا اوسکی روایتون مین اور قرأتون مین ایسے
بھاری فرق ہوتے کہ اوسکے مطالب و مقاصد مذکورہ باہمدگر مخالف و مباین
یا کم و بیش ہوتے تو ضرور تحریف ثابت ہوتی۔
پس ایسا ہی حال کتاب مقدس کا بھی سمجھو کہ اگر علماے اہل اسلام کتب و
تاویلات و تفاسیر آیات متشابہات فرقہاے متفرقہ مسیحی یا عقائد و اعمال و اقوال
بعض بدعتیون کو دیکھکر یا ترجمون کے لفظی اختلاف کو معائنہ کرکے کہین کہ
کتاب مقدس مین تحریف معنوی ہوئی۔ جیسا بعض صاحبون نے بڑی دھوم
دھام ایسی باتون مین مچائی کہ فلانا فرقہ ان ایتون کے ظاہری معنی لیتے
ہین اور یہ مدعا سمجھتے ہین اور فلان فلان فرقے اُنکے معنی مرادی اور باطنی بیان
کرتے ہین اور فلان فلان آیات کی تفسیر و تاویل مین یہودیون اور عیسائیون
مین یا فلان فلان فرقہاے مسیحی مین اختلاف ہے یا فلانا ترجمہ
فلانے ترجمہ سے متفق نہین ہے ایک نے یہ لفظ لکھا ہے اور دوسرے نے لفظ

کیونکہ اول تو یہ کہ کتاب مقدس کا اول حصہ یعنی عہد عتیق گیارہ سو برس متواتر
انبیاے بنی اسرائیل کے ہاتھ مین مصئون و محفوظ رہا من بعد پندرہوین صدی
مین خداوند یسوع مسیح نے اُسکی شہادت دی اور تصدیق کی اور اسپر بارہا
حوالہ دیا۔ پھر سو برس تک زمانۂ حوارئین کا رہا جو رسول خدا تھے اُنھون نے
بھی تصدیق اوسکی کی اور اسیطور عہد جدید بھی سو برس کے قریب خود حوارئین
کے ہاتھ مین رہا اور اُن کے وقت مین جاری و ساری ہوا اور انکے بعد بھی
اُن کے شاگردون اور دیندارون مین مستعمل رہا اور کوئی اختلاف اوائل
تین صدی تک مسموع نہین ہوا۔

مگر جب صحیفۂ عثمانی مرتب ہوچکا خود صحابیون ہی مین اختلاف شروع ہوا
اور جدا جدا طور پر پڑھتے تھے بلکہ اسقدر بالفعل اختلاف نہین جتنے اسوقت تھے
پھر تابعیون کا حال بھی ویسا ہی تھا کہ جو جسکا مقلد اور مطیع تھا اس طرح
پڑھتا تھا۔ پھر بعد گذر جانے زمانۂ تابعین کے جو حال اختلاف ہوا وہ اوپر گذر چکا۔

دوم یہ کہ کتاب مقدس کے نسخون کا مقابلہ مدت مدید کے بعد بھی جب
کیا گیا یعنی جبکہ سترہ سو برس عہد عتیق کے مروج اور مُلک بملک اور شہر بشہر
جاری ہوئی گذرے تھے اور عہد عتیق کو تو بہت ہی زمانہ ہوچکا تھا یعنی کہ توریت
کو قریب سوا تین ہزار برس کے ہوچکے تھے مگر باوجود اسقدر دراز عرصہ اور
کثرتِ نقول کے جب قدیمی اور حال کے نسخہ جات قریبہ و بعیدہ کے جمع کر

مقابلہ کیا تاہم اتنے کم اور ناگران اختلاف اعراب و نقاط و حروف و الفاظ دیکھے گئے
مگر قرآن کا تعارض روایات اور اختلافِ مذکورۂ بالا دو سو ہی برس کے عرصے مین
اس کثرت سے ہوگیا کہ جنمین سے اب صرف سات قرائتین موجود ہین انہین مین سیکڑون
اختلافات دیکھے جاتے ہین پس جب مشتے نمونہ از خروارے کا یہ حال ہے تو کل
کا حال قابل خیال کرنے کے ہے کہ کتنا ہوگا۔

سوم کتاب مقدس کے نسخون کے اختلاف ایسے ناگران اور غیر مضر ہین
کہ اگر تمام الفاظ وغیرہ مختلف فیہ کو ترک کردو تو کوئی مضمون یا مطلب یا تعلیم و
نصیحت یا امر و نہی وغیرہ کم نہین ہوتے ہین اور اگر سب کو رہنے دو تو ان صورت
مین سے کچھ بیشی نہین ہوتی ہے۔

مگر قرآن کی یہی سات قرائتین ایسی مختلف ہین جنکے باعث اخبار و احکام
مین بھی فرق پڑتا ہے کہ اگر ایک راست اور واجب الاتباع ہے تو دوسرا نا راست
اور واجب الترک ہے۔

چنانچہ وضوء مین پانون کا دہونا یا مسح کرنا وغیرہ۔

چہارم یہ کہ کتاب مقدس کے مصححین نے ہزارون نسخے لکھے ہوئے زمانۂ
قدیم اور حال کے اطراف و جوانب قریب و بعید سے فراہم کرکے مقابلہ کیا اور
پھر بخوبی تمام محنتِ شاقہ اپنے اوپر گوارا کرکے خاطر خواہ اطمینان بخش تصحیح کی
کہ وہ اختلاف اکثر قریب کل کے رفع بھی ہوگئے اور صحت قرار واقعی ہوگئی صرف

چند محدود مقام مشتبہ رہگئے اور وہ بھی ایسے ہین کہ اونکے باعث نہ کوئی تعلیم نہ حکم نہ نصیحت کم ہوتی ہے نہ زیادہ ہوتی ہے نہ تغیر نہ تبدیل ہوتی ہے۔

مگر قرآن کی روایات اور اختلافات صرف زبانی تھے جو وقت وقت اور جگہ جگہ کے لوگون مین پھیل پڑے پس جسنے تحقیقات کی اوسنے زبانی باتون سے کی اپنے وقت کی جاری اور زبانی باتون مین سے اور خاص اپنی جگہ یا دو چار مقامون پر چل پھر کر۔ اور آخر کو صحیح نہ معلوم ہوا کہ کونسی بات صحیح ہے اور کونسی غلط۔

نتیجہ کہ کتاب مقدس کے مصححین نے مدۃ العمر کمال محنت و عرق ریزی کرکے نسخجات کثیرہ مذکورہ مقابلہ کیا اور اختلافات کے چھانٹنے مین یہان تک احتیاط کی کہ اعراب و نقاط کی بھی اگر کسی مین غلطی پائی تو اوسکو بھی بقید نسخہ لکھدی تاکہ ہر شخص جو اوسکو دیکھے اس مقابلہ اور تصحیح کو دیکھ سکے اور سب اختلافون کو جو نہایت خفیف اعراب تک کے تھے شمار کیا اور بتلا دیا اور نتیجہ جو اس مقابلہ اور تصحیح کا تھا مِن و عَن لکھ دیا۔

مگر قرآن کے قاریون نے جو روائیتن پائین اور جو اختلاف دریافت کئے اور انمین سے جو معتبر پائے اور جو غیر معتبر اور خلاف جدا جدا نہ بیان کئے اور نہ ظاہر کئے کہ کتنی جھوٹی روائیتن اور قرائتین تھین اور کسی باعث سے اُنکا کذب معلوم ہوا اور کون سی صحیح روایت یا قرأت ہے اور کس وجہ سے دریافت ہوا۔ بلکہ یہانتک کہ صحیح روایتون کو بھی قلمبند نہ کیا صرف زبانی بعض قرأتون کو

درست جانکر پڑھا اور تعلیم دی اور پھر کئی بار ایسا ہی ہوا اور جب ایک عہد گذرا دوسرے مین اختلاف ہوتا رہا اور نزاع رفع نہوا۔ اسی طور حال بار بار ہوتا رہا کہ آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ جھوٹ اور سچ مخلوط اور ہم شکل ہو جاوے۔ تب کتابین لکھی گئین۔

پس اس حالت مین نہ یہ معلوم ہو سکتا ہے نہ اطمینان حاصل ہو سکتا ہو کہ پہلے جو اون میں شخصون نے دریافت کیا تھا فلان فلان وجہ سے درست تھا اور ان مین سے اون مشہور ساتون کی تحقیقات ان وجوہات سے نریا دہ صحیح تھی۔ اور پھر جب جھوٹ پھیل گیا تھا اوس وقت مین جو علما نے حق و باطل جدا کیا ان دلائل سے قابل اطمینان ہے۔ اس سے درگذر یہ بھی معلوم نہین کہ آگھون نے کیا کیا دریافت کیا تھا اور کسکو کون درست جانتا تھا۔ اب تو صرف وہی ہے جو اون ساتون کی طرف منسوب ہے اور بس۔

پس اے عزیزو جس حالت مین کہ اہل اسلام قرآن کو باوجود ان سب امور قادح مذکورۂ بالا کے اب درست اور صحیح نسخۂ عثمانی یقین کرتے ہین اور فی الواقع باعتبار جامعیت اور کل کے محرف نہین اور غیر معتبر و غیر معتمد نہین کہہ سکتے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ تو پھر کتاب مقدس کی صحت اور اصلیت مین باوجود امور معتبر و مستند مسطورہ کے بطریق اولی کتاب اصلی و معتبر و معتمد ماننا اور جاننا واجب ہے۔

بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ علماے محمدی موصوف نے صرف تعصب کی راہ سے
تحریف کی ایسی غلط معنی بتلائے اور ان جزئی اور چھوٹے تغیر یا تبدیل اعراب
و نقاط و حروف و الفاظ کو دکھا کر کتاب کو غیر معتبر و نامستند ظاہر کیا۔

حالانکہ اس سے بدرجہا بڑھکر قرآن مین تبدیل و تغییر و کمی و بیشی مذکور بکثرت
موجود کہ جسے وہان جاکر اختلاف قرأت کہتے ہین یعنی پڑھنے کا اختلاف اس
جگہہ ہرگز لفظ تحریف نہین فرماتے ہین اور اس اختلاف کے باعث قرآن کو
غیر معتبر و ناقابل اعتماد نہین ٹھہراتے ہین بلکہ اسکو اختلاف قرأت کہتے ہین
اور قرآن کو یہانتک صحیح اور اصلی جانتے ہین کہ اوسکی صحت اور اصلیت کو بھی
باوجود ان اختلاف کثیرہ کے معجزہ بیان کرتے ہین۔

ہرچند طول ہوتا ہے مگر براے تمثیل ایک ذکر اور بھی قابل غور ہے کہ اہل تسنن
بعد قرآن کے بخاری کو اصح الکتاب یعنی سب سے صحیح جانتے ہین اور اوسپر عمل کرنا
واجب جانتے ہین کہ اجماع امت اوسپر ہے۔

مگر ملاحظہ فرمائیے کہ مین اوسکی تصدیق نہین کرتا ہون کہ جو بخاری نے حدیثین
جمع کین وہ سب صحیح ہین یا نہین۔ مگر صرف یہ ظاہر کرتا ہون کہ کتاب جو بخاری نے
لکھی اہل تسنن سب کے سب اوسکو بعد قرآن صحیح تر جانتے اور مانتے ہین جا بجا اوسکا
درس ہوتا اور تعلیم ہوتی ہے۔ ایک شخص بھی نہین کہ اس کتاب کو محرف یا غیر معتبر کہتا ہو
بلکہ نہایت صحیح اور مستند جانتے ہین اور جا بجا اسناد اوسکی رکھتے ہین اور متواتر مانتے

ہین۔ پس اوسی کا حال دریافت فرمائے کہ مولوی احمد علی صاحب نے اسکو دہلی مین سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین چھپوایا اور بنظر تصحیح قریب بیس نسخون یا شرحون کے مقابلہ کرکے چھاپا ہے۔ مگر آپ صاحب دیکھین کہ باوجودیکہ انھون نے مقابلہ نسخہ جات مذکور مین اعراب ونقاط وحروف کی غلطیان جو کثیر الوقوع ہین کہ کاتب زیادہ تران باتون مین سہو ونسیان کرتے ہین خیال نہین کیا ہے اور نہ انکا ذکر کیا ہے بلکہ ایک نسخہ کو متین درج کیا ہے اور باقی نسخون کے الفاظ اور جملون مختلف کو حاشیہ پر ظاہر کیا ہے۔ پس آپ بخوبی ملاحظہ کرین کہ کسقدر الفاظ بلکہ جملہ کے جملہ اور عبارتون مین اختلاف ہے اور کتنے لفظ اور کتنے جملہ بجاے لفظ اور جملون کے بدلے گئے اور بڑھائے گئے ہین کہ جنکے باعث بہت سی تعلیم ونصیحت واحکامات کثیر مین بھی فرق پڑ جاتا ہے قریب سترہ ہزار غلطی کے ہے اور تقدیم وتاخیر تو اسقدر ہے کہ صفحے کے صفحے ملے بذالقیاس خلاف احادیث وعبارات بلکہ ابواب تک کی نوبت ہو گئی ہے اس نسخے کو قلمی نسخے سے ملاکر دیکھلے کہ کسقدر فرق ہے۔

پس اگر اعراب ونقاط وحروف کو بھی شمار کیا جاتا تو کتنی غلطی گنی جاتین اور پھر اگر بجاے اسقدر قلیل نسخون کے پرانے اور نئے قریب اور دور کے ملکون سے ہزار بارہ سو جلد فراہم کرکے مقابلہ کیا جاتا تو فرمائے سترہ لاکھ غلطی سے کم ہوتین۔ پھر کتاب ابوداؤد کی بہت معتبری ہے یہانتک کہا گیا ہے کہ علم دین کی کوئی کتاب اسکی مثل نہین ہے اور کافۃ الناس اور طبقات فقہائے اسکو قبول کیا ہے وغیرہ

اور اہل قسنتن اسکو بھی بہت صحیح اور واجب العمل جانتے ہین۔ اُسکی روایت
کئی شخص کرتے ہین یعنی ابوبکر اور ابوسعید اور ابوعلی اور ابوعیسیٰ مگر جو کتاب نمبر
کہ بروایت ابوسعید ہے اسمین سے کتاب الفتن والملاحم ۱۶ صفحہ کلان ساقط ہین و
قریب نصف کتاب اللباس ندارد ہے اور اسیطور کتاب الوضوء و کتاب الصلوۃ
و کتاب النکاح سے بھی کم ہے۔

اور اسیطور باقی تین شخصون نے جو کتاب لکھی اونکے نسخے بھی اگرچہ اسقدر
ناقص نہین مگر باہم مختلف و بیش و کم ہین۔

مگر علماے اہل اسلام اسکو بھی تحریف نہین کہتے اور نہ ایسی کتاب کو محرف
اور غیر معتبر ٹھہراتے ہین۔ کمال افسوس ہے۔

الغرض اے بھائیو۔ نہ اختلاف تاویلات و تفاسیر آیات سے نہ اختلاف الفاظ
تراجم یا غلطی مترجمون سے تحریف کتاب مقدس کی ثابت ہوتی ہے نہ اختلاف
عقاید و اباطیل بعض بدعتون سے نہ ملحدون و منکرون و بے ایمانون کے اقوال منکر
اور اعتراضات سے کتاب موصوف محرف ہوسکتی ہے اور نہ اختلاف اعراب
و نقاط و حروف و الفاظ نسخجات کثیر کے مقابلہ سے کتاب موصوف کی اصلیت
اور معتبری اور صحت مین فرق پڑتا ہے اور غیر معتمد ہوسکتی ہے۔

البتہ اگر کوئی صاحب ثابت کرین کہ جماعت عامہ مسیحیون مین یہ کل کتاب مروج
نہ تھی یا بعض صحیفے اسکے موجود نہ تھے یا اسمین کچھ اور ہی مضمون اور مطلب اور

اصول ایمانیہ یا ارکان دین یا تعلیمات و ہدایات وغیرہ تھین اُسوقت اسکی تحریف
تیقن ہوسکتی ہے۔ اور قرآن کی مخالفت کا سبب جب دریافت ہوسکتا ہو کہ معلوم ہو
کہ سابق ازین جو کتاب مقدس مسیحیون مین مروج تھی اسمین تثلیث کی تعلیم
نہ تھی یا الوہیت و ابنیت خداوند مسیح کا ذکر نہ تھا۔ یا گنہگارون کی نجات بایمان
خداوند مسیح منحصر نہ تبلائی تھی۔ یا اخلاقی و رسمی شریعت کا ذکر اس طور نہ تھا جیسا
اَب ہے۔ وغیرہ۔

مگر جبکہ علماے اہل اسلام ان مین سے ایک بات کا ثبوت بھی نہین دیتے
اور ایک امر کی دلایل بھی پیش نہین کرتے بلکہ بعض خفیف اور نہایت چھوٹی باتین
پیش کرتے ہین جنکا ذکر اوپر گذرا جنکو بجنسہ و بعینہ بلکہ انسے بدرجہا بڑھکر قرآن مین
روا رکھتے ہین اور منفیِ صحت اور قادحِ اصلیت نہین جانتے صرف اسقدر
ہے کہ جس امر کو قرآن مین مانتے اوسکو اختلاف قرأت کہتے ہین اور اُسکو
رحمت الٰہی تصور کرتے لَو فَتنَةً علی العناد اور اسی امر کو بلکہ اس سے
بھی خفیف کو کتاب مقدس کی نسبت تحریف تبلاتے اور اوسے غیر معتمد
نامعتبر و ناقابل اعتقاد ظاہر کرتے ہین۔ پس۔ یہ محض لفظی بحث و تکرار ہوئی
اور جدا جدا نام ٹھہرا لینے کا فرق ہوا اور ماہیت دونون کی ایک۔

تو اس حالت مین کیا محل تحقیقات اور کیا حاجت زیادہ قیل و قال کی کہ
جب اپنا دعویٰ ہی بدل گیا اور تحریف کے معنی ہی متغیر کر دیے تو ثبوت اسکا کیا

ہوگا اگر اس موضوعی معنی کی تحریف ظاہر کی تو اس سے اصل مدعا یعنی کتاب کی نامعتبری
وغیر معتمدی کتاب مقدس کی یا وجہ مخالفت قرآن یا کتاب مقدس کیونکر ثابت
ہو سکتی ہے ۔

مگر تاہم احقر بپاس خاطر احباب کے بقدر ضرورت عرض کرتا ہے تاکہ آپ صاحبون
پر بالتفصیل ظاہر ہو جاوے کہ ہرگز کتاب مقدس کی نامعتبری نہین اور کسی طور
شک بھی نہین ہوتا ہے کہ وہ قابل اعتقاد کے نہین اور کسی وجہ اور تاویل
بعید سے بھی قرآن وحدیث من جانب اللہ متصور نہین ہو سکتے ہین درحالیکہ
وہ خود اسکی تصدیق کرتے اور خود ہی اوسکے مخالف اور مبائن ہین ۔

پس واضح ہو کہ کوئی دعویٰ بلا دلیل و ثبوت مسموع نہین ہو سکتا ہے اور محض
دعوی کرنے ہی سے ثبوت نہین ہو جاتا ہے ۔ تحکم اور زبردستی سے کہنا کہ یہ بات
یون ہی ہے اور بات ہے اور اسکا ثابت کرنا اور بات ہے ۔

لہذا اگر اہل اسلام دعوی تحریف کتاب مقدس پیش کرتے ہین اور یہی باعث
مخالفت مطالب قرآن کا کتاب موصوف کے ساتھ بتلاتے ہین تو نہایت
ضرور ہے کہ امورات تنقیح طلب مفصلہ ذیل کا ثبوت کامل دین ۔

اول یہ کہ کتاب مقدس کب محرف ہوئی آیا محمد صاحب سے پہلے ہی ہو چکی
تھی یا اوس وقت یا اوسکے بعد ۔

دوم یہ کہ کن لوگون نے تحریف کر دی ۔

سوم یہ کہ کس غرض اور مطلب سے تحریف کی ۔

چہارم یہ کہ تمام نسخہ جات کتاب مقدس کے باوجودیکہ اطرافِ جہان واکنافِ عالم مین ملک بملک مختلف قرنون اور متفرق زمانون مین بے شمار لوگون کے پاس موجود اور جاری ومشہور ومعروف تھی پھر کیونکر بدل گئی اور اون مین تحریف واقع ہو گئی

پنجم یہ کہ کون کون سے مضمون اور مطلب کتاب موصوف کے بدلے گئے ۔

پس اس تحقیقات کے واسطے نہایت مناسب ہے بلکہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اول قران وحدیث ہی کو مطالعہ کر کے جستجو وتلاش کرے کہ وہ دونون کیا گواہی دیتے ہین ۔

پس اے بھائیو اس باب مین چھ امر قابل عرض ہین سو ذیل مین درج ہوتے ہین کہ آپ بغور ملاحظہ فرماوین اور بخوبی آپ کو معلوم ہو کہ حتی الوسع ہر امر مین بلا رو رعایت حق الامر مذکور ہوتا ہے ۔ پہلا امر یہ کہ حاجت بیان نہین ہے کہ قرآن مین کتاب مقدس تمام وکمال کی اور پھر پھر جدا جدا اوس کے بعض صحیفون کی تصدیق کامل کی ہے کہ وہ کلام اللہ اور الہامی ہے ۔ چنانچہ بیسیون جگہ قرآن کی تعریف مین بیان ہوا ہے کہ وہ (مصدقا لما بین یدیہ) یعنی قرآن سچا بتانے والا او تصدیق کنندہ کتاب مقدس کا ہے جو اوس سے پہلے نازل ہوئی ۔ پھر محمد صاحب کی تعریف مین مذکور ہوا

اور اونکی بڑی علامت نبوت کی یہ بیان کی ہے کہ (ثُمَّ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمۡ) یعنی پھر تمہارے پاس ایسا رسول یعنی محمد آیا جو اے اہل کتاب تمہارے پاس والی کتاب کی تصدیق کرتا ہے۔ پھر کتاب مقدس کو یہ لقب دیے ہین (کِتٰبُ اللّٰہِ) یعنی خدا کی کتاب (اَلۡفُرۡقَانُ) یعنی حق و باطل کی جدا کرنے والی۔

اور جس جگہ اوسکا ذکر قرآن مین آیا ہے نہایت تعظیم و توقیر کے ساتھ آیا ہے چنانچہ توریت کے باب مین ہے کہ وہ (اِمَامًا وَّرَحۡمَۃً) یعنی پیشوا اور رحمت الٰہی ہے (اَلۡکِتٰبُ الۡمُنِیۡرُ) یعنی کتاب روشن۔

پھر انبیاے کرام کی تعریف مین ہے کہ وہ معجزات باہرات کے ساتھ آئے تھے (وَبِالۡکِتٰبِ الۡمُنِیۡرِ) یعنی نور ساتھ کتاب منور کنندہ کے۔

پھر کتاب مقدس کی تعریف کی ہے کہ وہ (ھُدًی وَّذِکۡرٰی لِاُولِی الۡاَلۡبَابِ) یعنی وہ رہنمائی ہے اور یاد دہندہ صاحبانِ عقل کو۔ اور وہ (نُوۡرًا وَّھُدًی لِّلنَّاسِ) یعنی وہ نور اور وہ ہدایت ہے انسانون کے واسطے تَمَامًا عَلَی الَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ وَتَفۡصِیۡلًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ وَّھُدًی وَّرَحۡمَۃً لَّعَلَّھُمۡ بِلِقَآءِ رَبِّھِمۡ یُؤۡمِنُوۡنَ

یعنی وہ کتاب کامل اور پوری ہے اوس بات مین جو سب سے عمدہ اور افضل ہے اور اوس مین ہر چیز کی تفصیل ہے اور اوسمین ہدایت الٰہی اور رحمتِ خدا ہے تاکہ لوگ اپنے پروردگار کے ملاقی ہونے پر ایمان لاوین۔ اور وہ (بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَھُدًی وَّرَحۡمَۃً لَّعَلَّھُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ) یعنی وہ کتاب اومیون کے لئے بصیرت ہے۔

آل عمران ۸۱ ، الفرقان ۱ ، آل عمران ۳ ، انبیاء ۴۸ ، احقاف ۱۲ ، ہود ۱۷ ، آل عمران ۱۸۴ ، یوسف ۱۱۱ ، انعام ۱۵۴ ، قصص ۴۳

اور ہدایت اور رحمت کہ شاید لوگ نصیحت مان لیوین۔

پھر کہا ہے کہ (وانزل التوراۃ والانجیل من قبل ھدًی للناس وانزل الفرقان ان الذین کفروا بآیات اللہ لھم عذاب شدید) یعنے خدا تعالی نے توریت اور انجیل کو پہلے نازل کیا ادمیون کی ہدایت کے واسطے قران اوتارا بالتحقیق جو لوگ خدا کی آیتون کا انکار کرتے ہین اونکے واسطے سخت عذاب ہے

سورۂ آل عمران رکوع ۱

پھر خاص انجیل کے باب مین لکھا ہے کہ (واتینٰہ الانجیل فیہ ھدًی ونورٌ ومصدقًا لما بین یدیہ من التورٰۃ وھدًی وموعظۃً للمتقین) یعنی اوسکو ہمنے انجیل بخشی جسمین ہدایت اور نور ہے تصدیق کرتی ہوئی اپنی پہلی کی کتاب توریت کی اور جو ہدایت اور وعظ ہے متقیون کے واسطے۔

الغرض تمام قرآن مین جابجا کتاب مقدس کی تعریف وتوصیف بکثرت وشدت تمام بیان کی ہے اور صاف صاف شہادت دی اور تصدیق کی ہے کہ وہ کلام الہی اور اوسکو ہدایت خلائق اور تعلیم راہ خدا اور دین کی بابت سب سے عمدہ اور افضل اور احسن امرون مین اکمل واتم ومفصل ومشرح تبلایا ہے۔

پس اس سے زیادہ اور کونسی تعریف وتوصیف ہے جو کیجاوے۔

دوسرا امر یہ ہے کہ قرآن تمام وکمال کتاب مقدس کا اتباع اور اوسکے جملہ احکام کی تعمیل بدل کرنا تمام اہل کتاب یعنی یہود ونصاری پر فرض تبلاتا ہے نہایت تاکید وتہدید وتشدید کے ساتھ • اور محمدیون پر اوس سب پر ایمان لانا فرض

کرتا ہے اور اونکے دین وایمان کا جز لازمی حتمی مقرر کرتا ہے کہ جو اوسکا منکر ہے وہ زایمان
اور خدا کے عذاب ابدی کا مستحق اور سزاوار ہے چنانچہ سورہ مومن مین ہے (الذین
کذبوا بالکتاب وبما ارسلنا به رسلنا فسوف یعلمون اذ الاغلال
فی اعناقهم والسلاسل یسحبون فی الحمیم ثم فی النار یسجرون) یعنی جنھون
نے جھٹلایا اس کتاب کو اور اوسکو جو ہمنے بھیجی اپنے رسولون کے ساتھ سو آخر
جان لینگے جب اونکی گردنون مین طوق ہونگے اور زنجیرین جنسے کھینچے جاوینگے
دوزخ مین پھر جلائے جاوینگے آگ مین۔

یہ خوفناک سزا نہ صرف قرآن کے منکرون کے واسطے تبلائی بلکہ اونکے واسطے
بھی جو اون پاک صحیفون کو جھٹلاوین جو اگلے رسولون کے ساتھ عطا ہوئے۔

پھر سورہ اعراف مین ہے والذین یمسکون بالکتاب واقاموا الصلوۃ
انا لا نضیع اجر المصلحین) یعنی اور جو لوگ پکڑے ہوے ہین کتاب مقدس کو او
قایم رکھتے ہین نماز ہم نیکی کرنے والون کا اجر برباد نہ کرینگے۔

پھر سورہ نسار مین ہے (یا ایها الذین آمنوا آمنوا بالله ورسوله والکتاب
الذی نزل علی رسوله والکتاب الذی انزل من قبل ومن یکفر
بالله وملئکته وکتبه ورسله والیوم الاخر فقد ضل ضلالا بعیدا)
یعنی اے ایمان والو ایمان لاؤ خدا پر اور اوسکے رسول پر اور اُس کتاب پر جو
اوسنے نازل کی اپنے رسول پر (یعنی قرآن پر) اور اوس کتاب پر جو اوسنے

اوتاری پہلے (یعنی کتاب مقدس پر) اور جو کوئی منکر ہوا خدا سے اور اوسکے فرشتون سے اور اوسکی کتابون سے اور اوسکے رسولون سے اور روز آخرت سے پس بالتحقیق وہ دور کی گمراہی مین پڑا۔

اس آیت مین خاص الخاص مسلمانون کو حکم ناطق ہے کہ نہ صرف قرآن پر ایمان لاؤ بلکہ کتاب مقدس پر بھی ایمان لاؤ چنانچہ بیضاوی مین لکھا ہے۔ ودوموا علیہ والمنوا بقلوبکم بما امنتم بہ بالسنتکم وامنوا ایمانا عاما یعم الکتب والرسل فان الایمان بالبعض کلا ایمان) یعنی مداومت کرو اسپر اور ایمان لاؤ اپنے دلون سے جیسا تم ایمان لائے زبان سے اور ایمان لاؤ عام کہ عام ہو کتابون اور رسولون کو اسواسطے کہ بعض پر ایمان لانا ایسا ہے جیسا کہ ایمان ہی نہین تفسیر مظہری مین ہے (فان الایمان بکل احد منها ملازم للآخر فالکفر بواحد منها یبعد من اللہ وضل عن السبیل) یعنی اسواسطے کہ ایمان ہر ایک پر ان مین سے ملازم دوسرے کا ہے لہذا ان مین سے ایک کا بھی منکر ہونا خدا سے دور ہونا اور سیدھی راہ سے گمراہی ہے۔ اسیطور دوسری تفسیرون مین بھی ہے پس مسلمانون کو اسکا لحاظ واجب ہے کہ اس بات مین کیا حکم اونکو ملا ہے بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ اسکا خطاب اہل کتاب اور منافقین کی طرف ہے مگر مفسر مظہری وغیرہ نے اون اقوال کو لکھکر تحریر کیا ہے کہ وہ سب اقوال واہیات ہین ضرور بالاشبہ یہ خطاب مسلمانون کے حق مین ہے۔ بہر حال اس آیت مین

صاف صاف مذکور ہے کہ کتاب مقدس تمام و کمال پر ایمان لانا فرض ہے ایک حصّہ کا بھی انکار کرنا بے ایمانی ہے۔

پھر جو شخص بعض کتاب کو مانے اور بعض کو نہ مانے اوسکو نہایت شدید سزا کا حکم دیا ہے چنانچہ سورۂ بقر مین ہے۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَ تَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ یعنی کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصّے کا انکار کرتے ہو کیا سزا ہے اسکی جو ایسا تم مین سے کرے۔ مگر یہ کہ دنیا مین رسوائی اور قیامت کے روز سخت عذاب مین مبتلا ہونگے۔

اسی طور مسلمانون کو کتاب مقدس تمام و کمال پر ایمان لانے پر تاکید جا بجا کی ہے اور جو اُس پر ایمان لاوین اونکے واسطے بڑی جزا کا وعدہ دیا ہے اور جو ایک حصّہ کو بھی نہ مانین اونکے واسطے بھاری سزا کی خبر دی ہے۔

پھر محمد صاحب کو خود حکم ہے۔ سورۂ شوریٰ (قُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنْ کِتَابٍ) یعنی تو کہہ (اے محمد) کہ مین ایمان لایا اوس پر جو خدا نے کتاب نازل کی ہے پھر محمد صاحب کو حکم ہے کہ کتاب مقدس کی ہدایت کی پیروی کرین۔ سورۂ انعام (اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ فَاِنْ یَّکْفُرْ بِھَا ھٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَکَّلْنَا بِھَا قَوْمًا لَّیْسُوْا بِھَا بِکٰفِرِیْنَ

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ) یعنی یہ وہ لوگ تھے جنکو ہمنے
کتاب اور شریعت اور نبوت دی - پھر اگر ان باتون کو یہ لوگ نا مانین تو ہمنے انپر
مقرر کیٔے ہین وہ شخص جو اونسے منکر نہین دے وہ لوگ ہین جنکو خدا نے ہدایت
دی سو تو اونکی ہدایت کی پیروی کر -

پس ان آیات مین صاف صاف حکم ہے کہ خود محمد صاحب کو کتاب مقدس
پر ایمان لانا اور اوسکی ہدایت کی پیروی فرض ہے -

پھر یہود و نصاریٰ کو قرآن مین حکم دیا ہے کہ نہ صرف قران کو مانین بلکہ توریت
و انجیل کی تبعیت اور اسکے احکام کی تعمیل کرین اور اس بات مین تاکید و تہدید کی ہے
چنانچہ سورۂ مائدہ مین ہے - وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا
عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ
وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ
یعنی اگر اہل کتاب ایمان لادین اور خدا سے ڈرین تو ہم اون کی برائیان
اوتارین اور اونکو نعمت کے باغون مین داخل کرین اور اگر وہ عمل کرین
توریت اور انجیل پر اور جو نازل ہوا اونکو اونکے رب کی طرف سے تو کھاوین اپنے
اوپر سے اور پاٰنون کے تلے سے - مفسرین نے اَقَامُوا کے معنی لکھے ہین اَقَامُوْا
اَحْکَامَہُمَا وَحُدُوْدَہُمَا یعنی قایم کرین اونکے احکام اور حدود - اور بیضاوی مین ہے
اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ بِاِذَاعَۃِ مَا فِیْہِمَا وَالْقِیَامِ بِاَحْکَامِہِمَا) یعنی تا توریت و انجیل کو

مراد اشاعت اوسکی جو اوسمین ہے اور قایم ہونا اوسکے حکمون پر۔

پھر اسی سورہ مین ہے قل یا اہل الکتب لستم علی شی حتی تقیموا التوریۃ و الانجیل وما انزل الیکم من ربکم یعنی توکہو (اے محمد) کہ اے اہل کتاب تم کسی چیز پر قائم نہین ہو جب تک عمل نہ کرو توریت اور انجیل پر اور اوسپر جو تمکو اترا تمھارے رب سے ✤

جملہ مفسرین تقیموا کے معنی تعملوا لکھتے ہین یعنی عمل کرو۔

پس یہ آیت صاف صاف حکم دیتی ہے کہ اہل کتاب نہ صرف قرآن کی تبعیت کرین بلکہ توریت اور انجیل کے حکمون پر بھی مستحکم ہون بقطعی اور حتمی حکم دیتی ہے کہ یہود و نصاریٰ کی سلامتی اس بات مین ہے کہ علاوہ قرآن کے کتاب مقدس کے احکامات و ہدایات کو ملحوظ رکھکر تعمیل کرین نہین تو بالکل نکمے ہین اور انکا دین و ایمان بیکار ہے۔

تیسرے غرض یہ کہ ہرچند آیات مذکورہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتاب مقدس (جسکی نسبت قرآن جا بجا حکم دیتا ہے کہ اوسپر تمام مسلمانون کو ایمان لانا فرض ہے اور جو اوسکو جھٹلاوین اونکو سخت سزاے ابدی ہوگی اور اوسکے ایک حصہ پر ایمان لاوین بلکہ تمام و کمال کتاب پر۔ اور جسپر خود محمد صاحب کو ایمان لانا اور اسکی ہدایت کی پیروی فرض ٹھہرائی اور جسکے احکامات اور ہدایات کی پیروی اور تعمیل بتاکید و تہدید تمام یہود و نصاریٰ پر واجب تبلائی کہ اگر اوسکے مطابق عمل نہ کرین تو اونکا دین و ایمان لاطائل اور بیکار ہے پس ضرور وہ کتاب اوسوقت مروج اور موجود بھی تھی ورنہ ایسے احکام نہونے کہ غیر موجود اور غیر مروج شی کی نسبت ایسے حکم نہین ہو سکتے ہین

لیکن اسکے سواے قرآن مین بہت جگہ ایسے بیانات اور آیات صاف و صریح مذکور
ہین جنسے بخوبی تمام معلوم ہوتا ہے کہ کتاب مقدس جسکے وہ القاب اور تعریفات مذکورۂ بالا
قرآن بیان کرتا ہے اور جسکی وہ شہادت کامل دیتا اور بار بار اوسکی تصدیق کرتا ہے وہ
کتاب اوسوقت موجود ہی نہ تھی بلکہ اوسکے نسخہ جات بکثرت تمام ہر کہین یہود و نصاریٰ کے
پاس موجود اور اُن مین مروج اور جاری تھے۔ چنانچہ کتاب موصوف کی نسبت لکھا
(معہم) یعنی جو اون اہل کتاب کے ساتھ ہے۔ اور (ما عندھم) جو اونکے پاس ہے
پھر لکھا ہے (فاسئل الذین یقرءون الکتاب من قبلک) یعنی اے
محمد تو پوچھ اون لوگون سے جو پڑھتے ہین کتاب مقدس جو تجھ سے پہلے نازل ہوئی
پھر کہا ہے (درسوا ما فیہ) یعنی اہل کتاب پڑھتے ہین جو اسمین ہے پھر کہا ہے
(یسمعون کلام اللہ) یعنی وہ کہ سنتے ہین خدا کا کلام +
پھر مذکور ہے (وھم یتلون الکتاب) یعنی وہ پڑھا کرتے ہین کتاب موصوف
پھر مذکور ہے (وکیف یحکمونک وعندھم التوراۃ فیھا حکم اللہ) یعنی
اور کس طرح تجھکو اے محمد اپنا حاکم بناوینگے حالانکہ اونکے پاس توریت ہے جسمین
خدا کا حکم ہے وغیرہ ÷ —

غرض نہایت واضح ولائح ہے کہ کتاب مقدس محمد صاحب کے زمانہ مین جابجا
موجود اور رائج اور مشہور تھی کہ ہر کہین بسہولت مل سکتی تھی اور سب اوسکو
جانتے پہچانتے تھے جسپر حوالہ بہ آسانی ہوتا تھا یہانتک کہ تصفیۂ مقدمات اور

مسایل متنازعہ کا اوسپر مقرر ہوا جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا۔ اور پھر اسی سے اوسکی کمال شہرت اور عام ہونا بخوبی روشن ہے کہ اوسکا نام الکتاب ٹھہرایا گیا یعنی کتاب معلوم اور اس سے بھی کہ یہود و نصاریٰ کا نام بسبب کثرت کتاب موصوف کے اہل کتاب پڑ گیا یعنی کتاب والے۔

پھر یہ بھی واضح ہو کہ محمد صاحب کے وقت اکیس ۲۱ سو برس تو حضرت موسیٰ کو گذرے تھے جنکی کتاب توریت اور انکے پیچھے کے انبیاے کرام کے صحیفے یہودیوں مین جاری تھے اور چھ سو برس سے مسیحی مذہب جاری تھا روم و شام و مصر و حبش و ایران و عرب و اطالیہ و ہسپانیہ وغیرہ ملکون مین بکثرت تمام یہی اوسکے مقلدون کے پاس توریت و صحف انبیاے بنی اسرائیل کے سواے انجیل وغیرہ جملہ کتاب مقدس موجود تھی۔

پس یہ بھی معلوم ہو کہ کتاب مقدس نہ صرف مکہ و مدینہ مین اس کثرت و شہرت کے ساتھ جابجا رائج و جاری و مشہور و معروف تھی بلکہ عربستان کے اطراف و جوانب کے تمام ملکون اور شہرون اور دیہات مین بھی بڑی نہایت سے مکہ و مدینہ دنیا کے کسی گوشہ یا تخانہ مین نہ تھا کہ ذرہ بھی غلط فہمی کا اندیشہ ہو سکتا ہو۔ کہ جب توریت و انجیل وغیرہ صحف کتاب مقدس کا قران مین جابجا اس کثرت و شہرت کے ساتھ ذکر ہوا اور اوسکے اوپر حوالہ ہوا اور اوسکی تبعیت و تعمیل احکام کا یہود و نصاریٰ کو حکم ہو تو سواے اوس کتاب کے جسکو اوس وقت کے تمام یہود و نصاریٰ عموماً

مانتے ہون اور کسی دوسری کتاب کا اشارہ یا کنایہ ہرگز کسی کے خیال مین نہین آتا ہے بلکہ قرآن مین ایسی ہی کتاب کا ذکر ہے جو عموماً ہر کہین مروج و مستعمل و مشہور و معروف تھی اور روزمرہ او سوقت کے برتاؤ مین تھی جسپر بہ آسانی و بسہولت تمام رجوع ہوسکتا اور رحصر و حوالہ کرسکتے تھے۔

خصوصاً یہ بات اس امر سے زیادہ روشن ہوسکتی ہے کہ عرب کے جوانب و اطراف سے جوق جوق یہودی اور عیسائی عکاظ و مجنہ و ذوالمجاز وغیرہ میلون مین سالیانہ آتے اور اسکے سوائے خود مکہ کے سوداگر ہر سال کئی مرتبہ شام و حبش وغیرہ اطراف و جوانب کو جایا کرتے تھے جہان کہ مذہب مسیحی اچھی طرح سے جاری تھا اور یہودیون کا مذہب بھی معلوم تھا۔

پھر خود محمد صاحب دو مرتبہ ملک شام مین گئے اور وہان کے بہت سے مسیحیون سے ملاقات کی اور اونکے حالات سے واقف ہوئے۔

پھر اسکے سوائے سو مسلمان سے زیادہ نجاشی بادشاہ حبش کے دربار تک پہونچے جہان کہ بادشاہ اور رعایا مسیحی تھی اور بہت سے اسقوف اور علمائے دین وہان موجود تھے جنکے حال اور مذہب سے کماہی اطلاع مسلمانون اور محمد صاحب کو حاصل ہوئی۔

پھر اسکے سوائے محمد صاحب نے نجاشی بادشاہ حبش اور رئیس بصریٰ اور قیصر روم وغیرہ مسیحی بادشاہون سے مراسلت کی اور قیصر روم کو بلاشک ایسی

خطاب اہل کتاب سے ملقب کیا وغیرہ - جیسا کہ کتب سیر اور احادیث سے یہ سب حالات بخوبی تمام واضح ہوتے ہین -

پس محمد صاحب عرب اور اسکے سوے اطراف وجوانب کے یہود ونصاریٰ کے حالات اور مذہب سے واقف اور اُن سے ہر طرح کا تعارف اور شناسائی رکھتے تھے -

لہذا قرآن مین جہان جہان کتاب مقدس کا ذکر ہوا اور کہا گیا ہے عموماً کہ یہود ونصاریٰ پڑھتے ہین اور وہ انکے پاس ہے اور انکے ساتھ ہے اور اوسپر اونکو عمل کرنا فرض ہے اور مسلمانون کو اسپر ایمان لانا فرض ہے وغیرہ جیسا اوپر مذکور ہوا پس ضرور بالضرور وہی کتاب ہے اور اسی کا ذکر ہو جو عربستان اور اسکے اطراف وجوانب کے ملکون اور شہرون مین عموماً جاری ورائج تھی اور ہر کہین مشہور ومعروف تھی -

ربانیین و رہبان احبار یعنی علمای یہود

چہارم یہ کہ کتاب مقدس جسکا ذکر محمد صاحب کے معصر اہل کتاب مین ملک بلک بکثرت تمام موجود وجاری ورائج ومشہور ومعروف ہونا تصدیق ہوتا ہے بموجب شہادت قرآن واحادیث پس اُسی کتاب کی نسبت قرآن وحدیث سے پوری گواہی ملتی ہے کہ وہ اُسوقت تک صحیح وسالم بحالت اصلی تھی بلکہ یہ دعویٰ کیا ہے کہ قرآن اوسکے واسطے محافظ اور پاسبان مقرر ہے کہ جو اُسکو بدل جانے اور متغیر ہونے سے محفوظ رکھتا ہے جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا -

قرآن وحدیث مین ایک جگہ بھی نہین ہے کہ جسمین ادنی اشارہ ملتا بھی ہو جس سے کتاب موصوف کا محرف ہونے یا بدل جانیکا دعوی مترشح ہوے۔

ہان البتہ جب یہودیان ومسیحیان مدینہ نے محمد صاحب کو نبی نمانا اور بحث وگفتگو کرنے لگے اور اپنی وجوہات کی تائید وتاکید کے واسطے کتاب مقدس کی آیات واخبار کو پیش کرنے لگے (جیسا کہ قرآن وحدیث سے ظاہر ہے) تو اوسوقت محمد صاحب نے اونکو راست گو اور سچا نہ مانا بلکہ اونھین الزام دیا کہ وہ جان بوجھکر اپنی شرارت کے مارے کتاب مقدس کے معنی الٹے لگاتے ہین یا یہ کہ اپنی غفلت اور نادانی سے اوسکا مدعا نہین سمجھتے ہین۔

مگر کیسے ہی اشد الزام قرآن کے اہل کتاب کی نسبت کیون نہ دیکھو مگر انسے ہرگز ثابت نہین ہوسکتا ہے کہ گویا قرآن کا یہ دعوی ہے کہ کتاب مقدس محرف ہوگئی اب بالفعل یا زمانۂ سابق سے محرف ہوچکی ہے یا بدل گئی یا یہ کہ وہ قابل اعتماد نہین ہے۔ بلکہ خلاف اسکے حسب طور قرآن سے اوسکا کلام اللہ ہونا ثابت کیا گیا ہے اسی طور اوسکی اصلیت وکاملیت اور صحت کا اس سے یقین پیدا ہوتا ہے۔

آپ صاحب ملاحظہ فرماوین کہ سب سے بڑے الزام جو یہودیان مدینہ کو قرآن مین دئے ہین جنکا تعلق کتاب موصوف سے ہے اسی قدر ہین جو ذیل مین مرقوم ہین۔

(۱) سورۂ جمعہ (مثل الذین حملوا التوراة ثم لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا بئس مثل القوم الذین کذبوا بآیات الله والله لا یهدی القوم الظالمین) یعنی مثل اُن لوگون کے جنپر لادی گئی توریت پھر نہ اٹھایا اُنھون نے اُسکو مانند اس گدھے کے ہے جسپر کتابین لادی گئین۔ بُری ہے مثل ان لوگون کی جنھون نے خدا کی آیتون کو جھٹلایا اور خدا ظالمون کو ہدایت نہین کرتا ہے۔

تفسیر مدارک وغیرہ مین مرقوم ہے کہ اس جگہ یہودیون کو گدھے کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ جس طور وہ کتابون سے لدا ہوا اور اوسکے مضامین عمدہ سے ناواقف ہوتا ہے اسیطرح یہودی بھی باوجودیکہ توریت کو پڑھتے ہین اور اوسکے مضامین کو حفظ کرتے ہین مگر نہ اُسپر عمل کرتے ہین اور نہ اُسکی آیات سے فائدہ حاصل کرتے ہین۔

الغرض خلاصہ الزام کا یہ ہے کہ یہودیون کے پاس کلام الٰہی اصلی تو موجود ہے مگر اپنی نادانی سے یا شرارت سے اوسکے معنی ٹھیک نہین لگاتے ہین یا عمل نہین کرتے ہین۔

(۲) سورۂ مائدہ (یَا اَھلَ الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتاب ویعفو عن کثیر) یعنے اے کتاب والو تحقیق کہ ہمارا رسول تمھارے پاس آیا ہے بیان کرتا ہے تمکو جو تم کتاب مقدس مین سے چھپاتے تھے اور درگذر کرتا ہے بہت چیز

اسمین اس بات کا الزام دیا ہے کہ بعض باتین کتاب والے کتاب مقدس سے چھپاتے تھے جنکو محمد صاحب ظاہر کرنے آئے ہین اور بعضی باتون سے درگذر بھی کرتے ہین ۔

(۳) سورۂ آل عمران وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا) یعنے اور جب خدا نے اقرار لیا اُن لوگون سے جنکو کتاب دی گئی تھی کہ اوسکو بیان کرین بنی آدم سے اور نہ چھپاوین پس اونھون نے پھینکدیا (اقرار) اپنی پیٹھ پیچھے اور بیچدیا اوسے تھوڑے مول پر ۔

یعنے خدا نے بنی اسرائیل سے اقرار لیا تھا کہ جب نبی آخرالزمان پیدا ہون تو اونکی شہادت بیان کرین مگر اُنھون نے ایسا نہ کیا بلکہ اُسکو تھوڑے مول پر یعنی دنیا کے مارے بیان نہ کیا ۔

اسمین یہودیون کو یہ الزام دیا ہے کہ وہ اخبار نبی آخرالزمان کو ظاہر نہین کرتے ہین کتاب مقدس سے بلکہ دنیا کے لالچ سے اوسکو چھپاتے ہین پس یہ یہودیون پر الزام ہے نہ کتاب کا کوئی نقص ہے جیسے کہ اگر کوئی مسلمان جان بوجھکر دنیاوی غرض کے مارے کسی خاص معاملے یا مسئلہ کی متعلق آیت قرآن سے پیش نہ کرے بلکہ چھپاوے تو اس باعث سے قرآن محرف نہین ہوسکتا ۔

(۴) سورۂ مذکور (وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِیْقًا یَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْکِتٰبِ

لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ یعنی انہین سے ایک فریق ہے کہ زبان مڑور کر پڑھتے ہین کتاب کو تاکہ تم جانو کہ وہ کتاب ہین سے ہی حالانکہ وہ کتاب سے نہین اور کہتے ہین کہ یہ خدا کی طرف سے ہی حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہین ہے اور خدا پر جھوٹ بولتے ہین اور جانتے ہین۔

اسمین مذکور ہے کہ بعض یہودیانِ مدینہ بعض عبارت کو زبان مڑور کر ایسا پڑھتے ہین کہ مسلمان لوگ دھوکھا کھا کر اسکو سمجھین کہ کتاب مقدس مین سے پڑھتے ہین حالانکہ وہ عبارت کتاب موصوف کی نہین ہے اور وہ لوگ ایسا ظاہر کرتے ہین کہ یہ منجانب اللہ ہے حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہین پس اسکو بھی تحریف کتاب سے کچھ تعلق نہین ہے جیسا کہ اگر کوئی مسلمان یا چند کسی عبارت عربی کو کتب فقہ وغیرہ سے تجوید و قرات مثل قرآن کے پڑھے (چنانچہ چند قصے اس قسم کے مذکور بھی ہین) یا اسکو پڑھ کر نادانون پر ظاہر کرے کہ یہ عبارت آیات قرآن ہین تو ایسا کرنے سے تحریف قرآن نہین ہو سکتی ہے اور نہ قرآن غیر معتبر ٹھہر سکتا ہے اور اگر کوئی ایسا الزام چند شخصون کو دیوے کہ تم ایسا کرتے ہو تو اس سے ہرگز یہ نہین سمجھ سکتے ہین کہ اب قرآن محرف ہو گیا اور پایۂ اعتبار سے ساقط ہو گیا بلکہ اگر فی الواقع ان لوگون نے ایسی شرارت اور بے ایمانی کی بات کی ہے تو انکا قصور ثابت ہو گا۔

(۵) سورہ انعام (قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسیٰ نوراً وھدیً للناس تجعلونہ قراطیس تبدونھا وتخفون کثیراً) یعنے تو کہہ (اے محمد) کہ کسنے نازل کی وہ کتاب جو موسیٰ لایا اوسے اور ہدایت لوگونکے واسطے تم اوسے کاغذ کے تختون پر اُتارتے ہو اور دکھلاتے ہو اور بہت کو چھپاتے ہو

اسمین اون یہودیون کو اسبات کا الزام دیاہے کہ وہ توریت کو جدا جدا کاغذ کے تختون پر دکھلاتے ہین اور اکثر کو چھپاتے ہین —

(۶) سورہ نساء (من الذین ھادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ ویقولون سمعنا وعصینا واسمع غیر مسمع وراعنا لیاً بالسنتھم وطعناً فی الدین ولو انھم قالوا سمعنا واطعنا واسمع وانظرنا لکان خیراً لھم واقوم) یعنے یہودیون مین سے بعضے پھیرتے ہین لفظ کو اوسکی جگہ سے اور کہتے ہین سمعنا وعصینا (یعنے سنا اور مدو حکمی کی) اور واسمع غیر مسمع (سن اے بہرے) اور راعنا (ہمکو دیکھو) مروڑکر اپنی زبان کو اور ملامت دیکر دین کو اور اگر وہ کہتے سمعنا واطعنا (ہمنے سنا اور مانا) اور انظرنا (ہمپر نظر کر) تو بہتر ہوتا اونکے واسطے اور زیادہ درست اسمین مذکور ہیکہ یہودی لوگ تحریف کلمات اور لیّ السنہ کرتے ہین اور وہ دونون کے معنی بھی صاف تبلادئے کہ بظاہر تو اطعنا (یعنے مانا) کہتے ہین — اور ہونٹون مین زبان مروڑکر عصینا (یعنے مد حکمی کی) کہتے ہین — ایسیطرح ظاہر مین راعنا (ہمکو دیکھو) کہتے ہین اور تحریف ولیّ لسان کرکے راعنا (ہمارے چرواہے

کہتے ہین - الغرض ایسے الفاظ بولتے ہین جو بظاہر اچھے ہین لیکن باطن مین گستاخانہ کلام کرتے ہین - چنانچہ جملہ مفسرین نے لکھا ہے کہ بعض یہودیان مدینہ بظاہر الفاظ اطاعت بولتے تھے مگر باطن مین محمد صاحب کی تحقیر و تشنیع کرتے تھے - پس یہی تحریف اور لَیِّ اَلسِنَہ ہوئی - اور مفسر جلال الدین تحریف کے معنی لَیًّا بِاَلسِنَتِہِم لکھتا ہے یعنی زبان مروڑکر بولنا تو تحریف اور لَیِّ اَلسِنَہ کے ایک ہی معنی ہوے - یہی مراد لفظ تحریف سے تمام قرآن مین مذکور ہے -

(۷) سورہ مائدہ (فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ) یعنی پس اونکے عہد توڑنے کے سبب ہمنے اون (یہود) کو لعنت کی اور اون کے دل سخت کردئے وے بدلتے ہین کلمون کو انکی جگہو سے +

(۸) سورہ ایضاً (وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِن بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِن لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا) یعنی یہودیون مین سے بعضے جاسوسی کرتے ہین دوسری جماعت کیواسطے جو تجھ تک (اے محمد) نہین آتے بے اسلوب کرتے ہین بات کو اوسکے ٹھکانے سے - کہتے ہین کہ اگر تمکو یہ بات دی جاوے تو لوا ور اگر نہ دی جاوے تو بچتے رہو -

ان دونون مقامون مین یہودیون کو اس بات کا الزام دیا ہے کہ وہ جاسوسی

کر کے لوگونکو جھوٹ کی طرف مائل کرتے ہین اور کلام کو اپنے ٹھکانے سے بے
اسلوب کر کے بیان کرتے ہین مراد اس سے یہ کہ یا تو وہ کسی جملہ کو اُسکے موقع
سے جدا کر کے اسطرح پڑھتے ہین کہ اُسکے معنی بدل جاوین یا اوسے کسی دوسرے
جملہ کے ساتھہ اسطور ملا کر بیان کرتے ہین کہ اُسکے اصلی معنی بگڑ جاوین اور دوسرے
یہودیون سے کہتے ہین جو ابھی محمد صاحب کے پاس نہین آئے تھے کہ تم اُنکے پاس
جاؤ اگر تم اونکی تعلیم اور تلقین مین بھی یہی بات پاؤ تو قبول کرو وگرنہ حذر کرو۔
تفسیر مدارک مین ہے۔ (یحرفون عن مواضعہ بتفسیرہ علی غیر ما
انزل) یعنی تحریف کرتے ہین وہ اونکے مقامون سے تفسیر کرتے ہین اُسکے
خلاف اوسکے کہ اوتارا گیا۔ یعنی تحریف سے مراد یہ ہے کہ یہودی لوگ مراد
اصلی نہین بیان کرتے اوسکے خلاف تاویلات کرتے ہین چنانچہ دوسرے مفسرون
نے لکھا ہے کہ (یحرفونہ بسوء التاویل) یعنی تحریف سے مراد بد تاویل کے
تفسیرون مین شان نزول (۸) مین لکھا ہے کہ خیبر کے کسی شریف نے زنا
کیا اور مرد و عورت دونون محصن تھے جسکی سزا توریت مین سنگسار کرنا ہی مگر
لوگون نے اسکو مکروہ جانا بہ سبب اون دونون کے شرف کے اسلئے
اُنھون نے ایک گروہ یہودیان مدینہ کے پاس بھیجا کہ محمد صاحب
سے پوچھین اور اُن لوگون سے کہا کہ اگر وہ درّہ لگانے یا
تحمیم کا حکم دین تو قبول کر لینا اور اگر سنگسار کرنے کا حکم دین تو نہ ماننا

ہین کہ جو بظاہر کلام شایستہ ہوتا ہے مگر بباطن گستاخانہ اور بے ادبانہ گفتگو ہوتی ہے یا یہ کہ قولِ انسانی مثل فقہ یا اخبار یا روایات یا تفاسیر علما کو اس طور زبان مروڑ کر پڑھتے ہین کہ مسلمان سمجھین کہ کلام اللہ ہی یا یہ کہ وہ کلام بشر کو کلام خدا بتلاتے ہین یا یہ کہ جو آیات اور پیشین گوئیان کہ محمد صاحب کے حق مین مسطور ہین چھپا رکھتے ہین اور پیشین نہین کرتے ہین۔

پس ایسے الزام دینے سے کوئی سمجھ دار اور منصف مزاج شخص ہرگز نہ سمجھیگا اور مطلق اسکو شبہہ بھی نہ گذریگا کہ گویا قران کا دعوی ہے کہ کتاب مقدس محرّف ہو گئی اور قابلِ اعتماد نہین۔ بلکہ کبھی اسبات کو باور نہ کریگا کہ قرآن مین آیات مذکورہ کے درج ہونیکا یہ مطلب ہی یا اُنسے یہ نتیجہ نکلتا ہی یا اُنسے یہ بات مترشح ہے کہ گویا بعض یہودیانِ مدینہ نے اپنی کتاب مین تحریف کرلی ہی اُسمین سے بعض صحف یا بعض ابواب یا فصول یا سطر دو سطر یا حرف چھیل ڈالے ہین یا کاٹ ڈالے یا مٹادی یا کچھ بڑھا دیا یا تغیر کتاب مین کر ڈالا یا محمد کی پیشین گوئی یا تعریف دور کردی۔ ہرگز ہرگز نہین۔

پھر اس سے بھی ہم درگذر کرکے عرض کرتے ہین کہ فرض کیجیے کہ گویا قران مین مذکور ہی کہ بعض فرقہ یہودیانِ مدینہ نے ایسا ہی کرلیا ہے اور اپنی کتاب بدل ڈالی تو کیا تمام یہودیون نے ایسا ہی کرلیا سبنے ایمان چھوڑ دیا کیا اونھون نے بھی جنکو قرآن ہی مین علم الٰہی مین راسخ بیان کیا ہی جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا اور

جنکو کہا ہے کہ خدا نے امام اور ہادی مقرر کیا ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق ہدایت کرتے ہین۔ تو کیا قرآن بتلاتا ہے کہ ان لوگون نے بھی کتاب مقدس بدل ڈالی اور متغیر کر ڈالی +

یہ بات ایک نادان بھی سچ نہ مانے گا کہ قرآن کے مصنف کا ایسا خلاف مدعا ہے۔

اب اس سے بھی قطع نظر کر کے عرض کرنا مناسب ہے کہ اس تہمت اور الزام کو جہانتک چاہو بڑہاؤ اور جسقدر کھینچ کھانچ کر اسکے معنی لگاؤ مگر یہ سب یہودیان مدینہ کی نسبت زیادہ نہین تمام قرآن میں ایک آیت بھی نہین ہے جس سے اشارہ یا کنایہ بھی نکالنا ممکن ہو کہ مدینہ کے نصاریٰ نے تحریف یا تصحیف کی البتہ انکے باب مین یہ لکھا ہے سورۂ مائدہ (وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا) یعنی جو کہتے ہین کہ ہم نصاریٰ ہین انسے ہمنے وعدہ لیا پھر بھول گئے ایک حصہ اوس نصیحت کا جو اونکو کی گئی تھی۔

تفسیر معالم التنزیل مین ہے اخذنا میثاقہم فی التوحید والنبوۃ) یعنی ہمنے اونسے وعدہ لیا تھا توحید اور نبوت مین۔

تفسیر مدارک مین ہے (اخذنا میثاقہم وھو الایمان باللہ والرسل) یعنی ہمنے وعدہ لیا تھا خدا اور رسولون پر ایمان لانے کا۔

پس نصاریٰ کو بھی الزام دیا کہ جو نصیحت اونکو کی گئی تھی اور جو وعدہ انسے

لیا گیا تھا اُسکا ایک حصّہ بھول گئے - لہذا اگر فرض کیجیے کہ تمام یہودیان مدینہ نے محمد صاحب کی دشمنی سے اپنی کتابون کو محرف کر دیا اور اونکی کتابین قابل اعتماد نہین رہین تھین - تو بھی ہرگز قرآن کا یہ دعویٰ مطلق نہین ہے کہ نصاراے مدینہ نے بھی ایسا ہی کر لیا اور وہ بھی یہودیون کے ساتھی بن گئے یہ بات بالکل خلافِ قران ہے -

اب فرض محال کر لیجیے کہ تمام یہودی اور مسیحیان مدینہ نے ایسا کیا کر لیا اور اسقدر بے ایمانی پر سینے کمر باندہ لی کہ باہمدگر اتفاق کر کے اپنی کتابون کو خراب کر ڈالا اور محمد صاحب کی تعریف یا پیشین گوئیان اور دوسرے مطالب بھی بدل ڈالے تو یہ دعویٰ تو ہرگز سارے قرآن مین نہین ہے اور اوسکا ذکر بھی نہین ہے کہ تمام جہان کے یہود و نصاریٰ نے اپنی کتاب الٰہی اور کلام اللہ کو محرف کر ڈالا اور اوسکے مطالب اور مقاصد بدل ڈالے - جابجا ملک ملک اور شہر شہر اور گانو گانو کے لاکھون آدمیون نے بیشمار کتاب محرف کر ڈالی جو نہ ایک زبان مین تھین بلکہ مختلف زبانون اور متفرق حرف مین -

ایسے خلاف دعوی اور ناممکن بات اور غیر مذکور امر اور خلاف منشاے قرآن کو کون ہے جو سچ جانے گا -

پنجم بلکہ جو شخص تمام قران کو سیدھے دل اور حق پسند نظر اور راستی کی راہ سے مطالعہ کریگا وہ بلا شک و شبہ یقین کرے گا اسمین اوّل سے آخر تک کتاب

[illegible]

مقدس کو کلام اللہ تبلایا اور تصدیق کیا ہے اور بہت سی آیات سے بخوبی تمام روشن ہوتا ہے کہ کتاب موصوف بحالتِ اصلی محمد صاحب کے زمانہ مین موجود تھی البتہ قرآن مین ایسا لکھا ہے کہ محمد صاحب کے وقت مدینہ کے یہودی اونکی دشمنی سے آیاتِ کتاب موصوف ٹھیک نہین تبلاتے تھے اور تفسیر و تاویل خلاف کرتے تھے اور آیتون کو جدا جدا پیش کرتے اور بعض کو چھپاتے اور بعض کو دوسری جگہ ملا کر ظاہر کرتے تاکہ اونکے اصلی مدعا بدل جاوین۔

اور اگر قائلِ قرآن کا یہ دعوی ہوتا کہ جہان بھر کی سب کتاب مقدس محرف ہی یا بدل گئی ہی یا سابق سے خراب و خستہ ہی یا آپ سب یہود و نصاری اوسے بدلتے ہین وغیرہ تو پھر وہی کہنے والا اوسی کتاب محرف اور متغیر اور مبدل اور بے اعتبار اور بے اعتماد کو امام و رحمت و کتاب المبین و کتاب المنیر و ہدایت و جامع کمالات اور دین مین پوری کیونکر بیان کرتا۔

اور پھر ایسی نکمی کتاب کے اوپر ایمان لانا مسلمانون پر فرض کیونکر ٹھہراتا آپ ہی صاحب اپنے دلون مین انصاف کرین کہ اگر قائل قرآن کو ذرہ بھی شبہ ہوتا کہ کتابِ مقدس مین تحریف و تغیر ہے تو کیونکر ممکن تھا کہ محمد صاحب کو حکم کرتا کہ تم اوسپر ایمان لاؤ اور اوسکی پیروی کرو اور پھر اہل کتاب کو بھی حکم دیتا کہ اگر تم اوسپر عمل نہ کرو اور دل سے پیروی نہ کرو تو تمہاری دینداری باطل ہے۔

براے مزید تشریح و تفصیل چند آیاتِ قرانی اور بھی لکھنا مناسب ہی جیسے یقین
کلی ہوتا ہے کہ بموجب تصدیق قرآن کتاب مقدس تمام و کمال بحالت اصلی
بلا تحریف و تصحیف و تغیر و تبدیل محمد صاحب کے زمانہ مین یہود و نصاریٰ کے
پاس موجود و رائج و مشہور و معروف تھی بلکہ آیندہ بھی اُسمین تحریف ہونا ناممکن و محال ہی
(۱) سورۂ سجدہ* (وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ
وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا
صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ) یعنی بالتحقیق ہمنے دی موسیٰ کو کتاب پس تو
(اے محمد) شبہ مین مت پڑ اُسکے ملنے مین اور ہمنے بنایا اوسے ہدایت واسطے * آیت ۲۳
بنی اسرائیل کے اور بنائے اونمین سے امام جو ہدایت کرتے ہین بموجب
ہمارے حکمون کے جبکہ وہ مستحکم رہے اور یقین کرتے رہے ہماری آیتون پر
کتابِ موسیٰ توریت ہے۔ اسمین محمد صاحب کو حکم ہی کہ اوسکے ملنے یعنی قبول
کرنے مین شک نہ لاؤ یا یہ کہ بموجب قول بعض مفسرین کے قرآن کے ملنے مین
شک نہ کرو یا موسیٰ کے ملنے مین شبہہ نہ کرو۔ بہرحال کوئی معنی ہو مگر اس سے صاف
ظاہر ہے کہ توریت بنی اسرائیل مین متواتر چلی آئی ہے اور خداے تعالی نے
اونکو ایسے امام و پیشوا بخشے ہین جو توریت کے حکمون کے موافق ہدایت کرتے
ہین لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ توریت غیر محرف صحیح و اصلی و کامل اسوقت
تک تھی کیونکہ اگر محرف اور جھوٹھی جاری ہوتی تو اوسکے ماننے والے اور

تعلیم دینے والے خدا کے امام سے ملقب نہ ہوتے بلکہ مضل اور گمراہ کہلاتے

(۲) سورہ سبا (وَيَرَى الَّذِينَ اُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقَّ) یعنے اور دیکھتے ہین وہ جنکو علم دیا گیا ہو کہ جو کچھ تیرے پاس تیرے رب سے نازل ہوا ہے سو حق ہے۔

مفسرین نے اوتوا العلم کے معنی لکھے ہین مومنو اہل الکتاب یعنی مومنان اہل کتاب۔ علم سے مراد دین ہے۔

پس جنکو علم الہی دیا گیا ہے وہ مومنان اہل کتاب ہوے۔ مگر علم الہی حاصل نہین ہو سکتا ہے جبتک کتاب اصلی وحقیقی خدا کی نہووے کیونکہ جو محرف اور بگڑی ہوئی کتاب ہو اوسکے ماننے والے ایماندار علم الہی کے نہین ہوسکتے ہین جنکے قول کی سند عند اللہ معتبر ہووے۔

(۳) سورہ مومن ولقد اٰتینا موسیٰ الھدیٰ واورثنا بنی اسرائیل الکتاب ھدیً وذکریٰ لاولی الالباب) یعنی بالتحقیق ہمنے دی موسی کو ہدایت اور وراثت مین دی بنی اسرائیل کو کتاب جو راہ دکھانیوالی اور یاد دلانے والی ہے سمجھ والون کو +

پس اس آیت مین صاف صاف گواہی دی ہے کہ خدا تعالی نے بنی اسرائیل مین متواتر پشت در پشت کتاب مقدس کو وراثت مین دی اور وہ کتاب اس صفت کے ساتھ موصوف ہو کہ ہدایت ہو اور صاحبان

عقل کو یاد دلانے والی ہے چنانچہ تفسیر مدارک مین ہے (و اورثنا بنی اسرائیل
الکتاب ای التورٰۃ و الانجیل و الزبور لان الکتاب جنس اک
ترکنا الکتاب من بعد الی ہذا ہدی و ذکری ای ارشادا و تذکرۃ -
یعنی اور وراثت مین دی ہمنے کتاب کو یعنی توریت اور انجیل اور زبور کو اسواسطے
کہ کتاب جنس ہے یعنی ہمنے چھوڑ دیا ہے کتاب کو کہ اب تک ہدایت کرنیوالی اور
یاد دلانے والی ہے -

اور بعض مفسرین کتاب سے مراد صرف توریت لکھتے ہین - بہرحال اس
آیت کو ملاحظہ کرکے کسی کے دل مین شک باقی نہین رہسکتا ہے کہ بالیقین کتاب
مقدس یا صرف توریت علی اختلاف التفاسیر محمد صاحب کے زمانہ تک متواتر
دستوالی بنی اسرائیل کے پاس بحالت اصلی موجود چلی آئی تھی -

(۴) سورہ یونس (فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فاسئل الذین یقرؤن
الکتاب من قبلک) یعنی اگر تو شک مین ہے اوس سے جو
اُتارا ہمنے تیری طرف تو تو پوچھ اونسے جو پڑھتے ہین کتاب تجھسے پہلے کی
اسکی تفسیر مدارک مین اس طرح مرقوم ہے (لما قدم ذکر بنی اسرائیل وھم قراء
الکتاب و وصفھم بان العلم قد جاءھم لان امر رسول اللہ مکتوب فی
التوراۃ و الانجیل وھم یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم اراد ان
یؤکد علمھم بصحۃ القران و بصحۃ نبوۃ محمد ویبالغ فی ذالک

فقال فان وقع لک شک فرضا تقدیرا وسئل من خالجتہ شبہۃ ان
یسارع الی حلہا بالرجوع الی قوانین الدین وادلتہ او بمباحثۃ
العلماء فسأل اہل الکتب فانہم من الاحاطۃ بصحۃ ما انزل الیک
بحیث یصلحون بمراجعۃ مثلک فضلاً عن غیرک فالمراد وصف الاحبار
بالرسوخ فی العلم بصحۃ ما انزل الی رسول اللہ وصف رسول اللہ بالشک

یعنی جبکہ پہلے ہوچکا ذکر بنی اسرائیل کا کہ وہ کتاب مقدس کے پڑھنے والے
ہین اور اونکی تعریف کی گئی کہ انکو علم حاصل ہوچکا ہے اسواسطے کہ معاملہ رسول خدا
کا توریت اور انجیل مین لکھا ہوا ہے اور اہل کتاب محمد صاحب کو ایسا پہچانتے ہین
جیسا اپنی اولاد کو تو اب یہ قصد کیا کہ اس بات کو موکد کرے کہ وہ قرآن صحیح جانتے
ہین اور محمد صاحب کی نبوت کو حق جانتے ہین اور اس امر کو بڑہا دے اسلئے کہا
اگر تجھکو بالفرض والتقدیر شک ہو اور کسی نے سوال کیا ہے جسکے دل مین یہ
شبہہ چھپتا ہو کہ اسکے کھولنے پر مبادرت کرے دین کے قاعدون اور اسکی دلیلون
کی طرف متوجہ ہوکر یا عالمون سے مباحثہ کرنے پر پس تو پوچھ کتاب والون سے کیونکہ
وہ بباعث اسکے کہ جو تجھپر اترا ہے اوسکی صحت پر ایسے محیط ہین کہ تیری مانند لیاقت
اسکی رکھتے ہین کہ انکی طرف وہ مسائل رجوع کرے پڑھ کر تیرے سوا ایس مراد اس
مین تعریف احبار کی ہو کہ وہ کامل طور پر جانتے ہین کہ جو محمد صاحب پر نازل ہوا وہ
صحیح ہو نہ کہ ایمین کی تعریف پر محمد صاحب کے شک کی۔ الغرض بموجب اس آیت کے گفت دیا

ہوتا ہے کہ جو کتاب مقدس خدا نے عنایت کی تھی وہ بحالت اصلی اور صحیح تھی کہ محمد صاحب کے وقت کے اہل کتاب اُس سے کامل طور پر قرآن کو جانتے تھے کہ من جانب اللہ ہے پس اگر کتاب محرف فرض کیجاوے کہ گویا وہ اُسوقت محرف تھی تو ہرگز اُسپر حوالہ نہوتا اور کس طور اُسکے پڑھنے والون پر حوالہ ہوتا کہ اُنسے پوچھو۔

(۵) سورۂ اعراف (وَمِن قَوْمِ مُوسٰی اُمَّۃٌ یَھْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِہٖ یَعْدِلُوْنَ) یعنی اور موسیٰ کے قوم مین ایک فرقہ ہے جو حق کی ہدایت کرتے ہین اور اوسی پر انصاف کرتے ہین۔

پس اس آیت سے بھی صاف ظاہر ہے کہ قرآن بتلاتا ہے کہ یہودیون مین سے بعضے ایسے ہین جو حق کی ہدایت کرتے ہین اور اوسی پر انصاف کرتے ہین لہذا ضرور بالضرور اونکے پاس کتاب صحیح اور اصلی موجود تھی وگرنہ محرف اور غیر معتمد کتاب پر عمل کرنیوالون کی ایسی تعریف بیجا تھی۔

(۶) سورۂ بنی اسرائیل (وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوسٰی تِسْعَ اٰیَاتٍ بَیِّنَاتٍ فَاسْئَلْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ) یعنی اور بالتحقیق ہمنے موسیٰ کو نو صاف نشانیان دین پس تو (اے محمد) بنی اسرائیل سے پوچھ۔ * [illegible]

اگر کتاب مقدس قابل اعتماد و اعتقاد متصور نہ ہوتی تو اوسپر حوالہ نہوتا۔ کہ تو بنی اسرائیل سے پوچھ +

(۷) سورۂ ال عمران (قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرَاۃِ فَاتْلُوْھَا اِنْ کُنْتُمْ

صادقین) یعنی (اے محمد) تو کہہ کہ لاؤ توریت اور پڑھو اگر تم سچے ہو۔

یہودیانِ مدینہ سے دربارۂ حلّت و حرمت بعض قسم کے گوشت کے مباحثہ ہوا تو مقدمہ کا فیصلہ توریت پر ٹھہرا کہ جو اوسمین ہے وہی درست ہے۔

پس اگر توریت محرّف اور غیر معتمد سمجھی جاتی تو معاملہ کا فیصلہ اسپر نہ مقرر کیا جاتا بلکہ اصلی اور بلا تحریف و تغیر بالیقین کی گئی کہ قرآن نے اُسپر فیصلہ مقرر کیا۔

(۸) سورہ مذکور ٭ لَیْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اُمَّۃٌ قَآئِمَۃٌ یَّتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰہِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَھُمْ یَسْجُدُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَاُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ) یعنی اہل کتاب مین سب برابر نہین ہین ایک فرقہ ہے سیدھا کہ پڑھتے ہین خدا کی آیتون کو رات کے وقت اور جھکتے ہین سجدہ مین ایمان لاتے ہین اللہ پر اور روز قیامت پر اور حکم کرتے ہین نیک بات کا اور منع کرتے ہین برے کو اور دوڑتے ہین نیک کامون مین اور وہ لوگ نیکوکار ہین۔

تفسیرون مین بہت اختلافِ روایات ہے کہ وہ فرقہ کونسا تھا جسکے باب مین یہ آیت ہے۔ مگر اس سے کچھ کام نہین ہے۔ اس آیت سے بہر حال بخوبی تمام واضح ہے کہ اہل کتاب مین سے ایک فرقہ ایسا بھی تھا جو ٹھیک خدا کے تعالےٰ کی مرضی پر چلتا تھا اور احکام و شرائع الٰہی کو بجا لاتا تھا اور رات کو خدا کے

کے کلام کو پڑھا کرتے تھے۔

پس ظاہر ہے کہ وہ جب ایسے تھے تو ہرگز کتاب محرف اور نامعتبر کے ماننے والے نہ تھے بلکہ ضرور بالضرور اصلی اور حقیقی کتاب مقدس کے اوپر ایمان لانے اور عمل کرنے والے تھے۔

(۹) سورۂ نساء لٰکِنِ الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْھُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ یعنی لیکن اون (اہل الکتاب) مین جو محکم ہین علم مین اور ایمان والے سو مانتے ہین جو اترا تجھپر اور جو اترا تجھسے پہلے۔

معالم التنزیل مین ہے (الرَّاسِخُوْنَ المبالغون فِی الْعِلْمِ) یعنی راسخون سے مراد علم مین پورے۔

تفسیر حسینی مین ہے (لٰکن راسخان در علم یعنی آنانکہ علم شریعت بیاموزند و باخلاص در عمل آرند از بنی اسرائیل۔

پس اس سے بھی ثابت ہے کہ محمد صاحب کے زمانہ مین کتاب مقدس صحیح اور اصلی تھی کیونکہ علم دین مین کامل و راسخ ہونا بغیر اوسکے ناممکن ہے۔

(۱۰) سورۂ مائدہ مین بعد اس بیان کے کہ اللہ تعالےٰ نے توریت اور انجیل کو نازل کیا ہے اور وہ ایسی تعریف و توصیف اور کمال کے ساتھ ہین پھر کہا ہے کہ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ